REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3

جلد ۲۵ | شمارہ ۲۰

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائبین: جاوید اقبال اختر، محمد انعام غوری۔

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN. PIN. 143516.

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۰؍ہجرت (مئی) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احبابِ کرام اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

★— حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت تاحال بہت علیل ہے۔ احباب حضرت سیدہ موصوفہ کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دُعائیں فرماتے رہیں۔

قادیان ۱۰؍ہجرت (مئی)۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ وامیر مقامی مع جملہ درویشان کرام بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۱۰؍ہجرت (مئی) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال ربوہ میں قیام فرما ہیں۔ احباب محترم موصوف کی صحت وسلامتی اور بخیریت مراجعت کے لئے دُعا فرماتے رہیں۔

۱۳؍جمادی الاوّل ۱۳۹۶ھ | ۱۳؍ہجرت ۱۳۵۵ہش | ۱۳؍مئی ۱۹۷۶ء

دُنیا کو امن وچین اور سکونِ قلب کی ضرورت ہے لیکن وہ اُسے جاہ وحشمت اور سیم وزر میں تلاش کر رہی ہے

اِس گم کردہ راہ دُنیا کو ہدایت کا راستہ دکھانا آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔!!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پونچھ کانفرنس کے لئے روح پرور پیغام

برادرانِ کرام!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

مجھے خوشی ہے کہ آپ کے علاقہ کی تیسری کانفرنس کا انعقاد ہو رہا ہے۔ تمام صفاتِ حسنہ کا مالک ہمارا ربِّ کریم ہے۔ جس نے ہمیں پیدا کیا۔ اور عقل وشعور سے نوازا۔ ہمارے جسم وروح کی بقا اور ترقی کے لئے خود سامان عطا فرمائے۔ اور اپنے بے پایاں فضل ورحمت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا راہنما عطا کیا جو اپنے حُسن واحسان میں بے نظیر، اپنے علم ومعرفت میں یکتا اور اپنی قوتِ قدسیہ میں بے مثال ہے۔ اُسی ربِّ کریم سے التجا ہے کہ وہ ہمارے کاموں میں برکت ڈالے، ہمارے دِلوں کو پاک وصاف کرے اور ہمیں ایسے اعمال کی توفیق بخشے جو اس کی رضا کا موجب ہوں۔ آمین۔

آپ نے خواہش کی ہے کہ اِس موقع کے لئے میں کوئی پیغام ارسال کروں۔ میرا پیغام یہی ہے کہ آپ اس مقصد کو پیشِ نظر رکھیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ دُنیا مال ودولت کے پیچھے دوڑ رہی ہے۔ قوت واقتدار کی ہوس میں سرگرداں ہے۔ اور عزت وآبرو کی خواہشمند ہے۔ اس کی نظر سے اگر کوئی چیز اوجھل ہے تو وہ خدا اور رسُول ہیں۔ اور لوگوں اور قوموں کا تو کیا ذکر، جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے اور آپؐ کی محبت کے دعویدار ہیں وہ بھی عملاً دین اور اس کی ضروریات سے غافل ہیں۔ ہمارے معاشرہ میں ابتری پھیلی ہوئی ہے۔ وہ سب خرابیاں جو زمانۂ جاہلیت میں پائی جاتی تھیں اِس وقت بھی موجود ہیں۔ دُنیا کو امن وچین اور سکونِ قلب کی ضرورت ہے۔ لیکن وہ اسے جاہ وحشمت اور سیم وزر میں تلاش کر رہی ہے۔ اور نتیجۃً ٹھوکریں کھا رہی ہے۔

اِس گم کردہ راہ دُنیا کو ہدایت کا راستہ دکھانا آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔ آپ وہ خوش قسمت ہیں جنہیں خدائے بزرگ وبرتر نے اپنے نام کی تکریم کے لئے منتخب کیا ہے۔ اپنے محبوب کے لائے ہوئے دین کی خدمت سونپی ہے۔ آپ نے قرآنی تعلیم کے نور سے اوّل اپنے سینہ ودِل کو منور کرنا ہے۔ اور پھر اِس تاریک دُنیا کے گوشہ گوشہ میں اس نور کی اشاعت کرنی ہے۔ خدا کے ذکر کو دُنیا میں بلند کرنا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو زندہ کرنا اور آپؐ کی لائی ہوئی حیات بخش تعلیم کو اُجاگر کرنا ہے۔

اسلام کے جھنڈے کو بلند کرنا اور اپنے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عزت وعظمت کو اپنی حقیقی شان میں ازسرِنو قائم کرنا کوئی معمولی شرف نہیں— یہ بہت بڑا اعزاز ہے جو آپ کو بخشا گیا ہے۔ پس اپنے مقام ومرتبہ کو پہچانئے۔ اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں اور اپنے کردار کو ڈھالئے۔ جو کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے وہ بہت ایثار وقربانی چاہتا ہے۔ اُس کے لئے بڑی تگ ودو کی ضرورت ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے، اگر دائمی جنتوں کے وارث بننا چاہتے ہیں۔ اگر اس بے چین دُنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کے حقدار بننا چاہتے ہیں تو راتوں کو اُٹھئے اور دُعائیں کیجئے۔ چلتے پھرتے اپنے ربِّ کریم کے ذکر سے زبانوں کو تر رکھئے۔ حلم وبُردباری اور صبر ورضا کا نمونہ دکھایئے۔ خدا تعالیٰ کے نام کے لئے غیرت پیدا کیجئے۔ اور اُس کی راہ میں کسی قربانی سے دریغ نہ کیجئے۔ خدا تعالیٰ کی رسّی کو جو اُس نے اِس زمانہ میں قائم کی ہے مضبوطی سے تھامے رکھئے۔ تاکہ کوئی صاعقہ اور کوئی آندھی آپ کے قدموں کو نہ ڈگمگائے—!

فرمانبرداری۔ ثابت قدمی اور وفاداری کا وہ اعلیٰ نمونہ دکھایئے کہ آسمان پر فرشتے بھی آپ کی تعریف کریں۔ حقیقی اسلام آپ کے ظاہر وباطن میں ہو۔ اور اسی پر زندگی کا خاتمہ ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ وناصر ہو اور اس کی رحمت کا سایہ اِس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی آپ کے سروں پر قائم ودائم رہے۔ آمین۔

خاکسار مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث
۱۰/۲/۵۵ہش

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر وپبلشر نے جے ہند پرنٹنگ پریس نہرو گارڈن روڈ جالندھر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۳؍ہجرت ۱۳۵۵ ہش

مسلمانوں کے باہمی اختلافات اور حکم و عدل کا نزول

عالمی اسلامی کانفرنس منعقدہ لندن کا تفصیلی ذکر چند بار ان کالموں میں ہو چکا ہے۔ نیز مہاراشٹر کے وزیر مال شری رفیق ذکریا کا ذاتی مشاہدہ پر مبنی وہ بیان بھی کہ یہ کانفرنس اسلام کی کوئی ترقی پسندانہ تصویر پیش کرنے میں ناکام رہی ہے۔ کیوں ایسا ہوا؟ معقولیت پسند طبقہ کا خیال ہے کہ اس کی اصل وجہ مسلمانوں کے باہمی اختلافات ہیں۔ جو ختم نہیں ہو رہے ہیں۔ چنانچہ معاصر "آزاد ہند" کلکتہ اس نوعیت کا اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

" ہمیں مہاراشٹر کے وزیر شری رفیق ذکریا کے اس بیان پر کوئی حیرت نہیں ہوئی جو انہوں نے اس کے چند جلسوں میں بطور مشاہد شرکت کرنے اور اس کارروائی کا قریب سے مطالعہ کرنے کے بعد بایں معنیٰ دیا ہے کہ یہ کانفرنس اسلام کی کوئی ترقی پسند تصویر پیش کرنے میں ناکام رہی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اسلام کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور ہر فرقہ اسلام کی ایک خاص تصویر دکھا کر دوسروں کی بنائی ہوئی تصویروں کو غلط بتاتا ہے۔ جن عقیدوں کو ماننے والوں کی اکثریت ہے وہ بھی اسلام کو عام فہم نہیں بنا سکے ہیں۔ خود ان کے اندر بھی قرآن مجید، احادیث اور سیرت کے بارے میں اختلافات ہیں۔ اور جو تضاد یا اختلاف رائے پایا جاتا ہے اُسے وہ خود بھی آج تک دُور نہیں کر سکے ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ اسلام ساری دُنیا کے لئے مکمل نظامِ حیات ہے۔ مگر خود اُن کے اندر نماز روزہ جیسے عام معمولات کے بارے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور شاید سب سے بُری بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے اسلام کو بھی سیاست کے تابع کر رکھا ہے۔ چنانچہ اس کانفرنس میں بھی پاکستان، ہندوستان کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کی کوشش کی بُری عادت سے باز نہ رہ سکا۔ حالانکہ ساری دُنیا اس حقیقت کو تسلیم کرتی ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کو ہر قسم کی آزادی حاصل ہے۔ اور مذہبی اعتبار سے وہ سب سے زیادہ مخلص نظر آتے ہیں۔" ("آزاد ہند" کلکتہ بحوالہ روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۲۲؍اپریل ۷۶ء ص۲)

اسی قسم کے خیالات کا اظہار بمبئی اور دوسرے شہروں کے اخبارات میں بھی کیا گیا ہے۔ بات فی الواقع معقول ہے کہ لندن میں منعقدہ کانفرنس ایک ایسا اجتماع تھی جہاں بڑے ہی مؤثر طریق پر اسلام کی حسین اور پُرکشش تصویر پیش کرنے کا زرّیں موقع ہاتھ آیا۔ مگر بقول معاصرین مسلمانوں کے باہمی اختلافات کے سبب حصولِ مقصد میں ناکامی رہی۔ بیان کردہ پسِ منظر میں بقول معاصر "آزاد ہند" کانفرنس کی ناکامی خواہ باعثِ حیرت نہ بھی ہو۔ لیکن مسلمانوں کے ایسے اختلافات جو اسلام کے لئے نقصان دِہ ثابت ہوئے ہیں بجائے خود موجبِ حیرت ہیں۔ اس لئے کہ مسلمان وہ لوگ ہیں جن کو ابتدائے اسلام ہی میں اسلام کی عظیم نعمت مل جانے کے بعد نہ صرف یہ کہ باہم متحد و متفق ہو کر رہنے کی تلقین کی گئی بلکہ اختلاف و انشقاق سے ہمیشہ بچتے رہنے کی پُر زور تاکید کی گئی۔ چنانچہ سورت آل عمران کی حسب ذیل آیات خاص طور پر قابلِ مطالعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا۔ (آیت ۱۰۴)

اس کے بعد ایک آیت چھوڑ کر فرمایا:-

وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ (آیت ۱۰۶)

(یعنی اے ایمان دارو!) تم سب کے سب اللہ کی رسّی (یعنی دینِ اسلام) کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندا مت ہو اور اللہ کا احسان جو اس نے تم پر کیا ہے یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دُشمن تھے اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی۔ جس کے نتیجہ میں تم اس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے۔

اور (خبردار!) تم اُن لوگوں کی طرح نہ بن جانا جو کُھلے کُھلے نشانات آ چکنے کے بعد فرقہ بندیوں میں پڑ گئے۔ اور انہوں نے باہم اختلاف پیدا کر لیا۔ اور انہی لوگوں کے لئے بڑا عذاب مقدّر ہے۔

جہاں تک صدرِ اسلام کے مسلمانوں کا تعلق ہے خدا کے فضل و کرم سے انہوں نے اس حکم کو سر آنکھوں پر رکھا۔ اور وہ اس کی عملی تصویر بنے رہے۔ لیکن جوں جوں زمانہ آگے بڑھتا گیا مسلمانوں کے دلوں سے دینی رُوح غائب ہوتی گئی۔ دُنیا کی محبت بڑھنے لگی۔ اسی موقعہ پر باہمی اختلافات کا بھی آغاز ہوا۔ بالآخر تقدیر کے وہ نوشتے بھی اُمتِ محمدیہ کے بارہ میں پورے ہونے لگے جن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ، مسلمانو! تم پہلی اُمتوں یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلو گے۔ اور انہی کی طرح تم بھی فرقہ بندیوں کا شکار ہو جاؤ گے۔

اگرچہ مسلمانوں کی بے عملی کے لحاظ سے یہ صورتِ حال بڑی ہی پریشان کُن اور فکر انگیز ہے لیکن دینِ اسلام چونکہ خدا کا پسندیدہ دین ہے جس کی حفاظت کا اُس نے خود ذمّہ لے رکھا ہے۔ اسی کے تحت وہ ہر صدی پر مجدّد دین بھیجتا رہا۔ تا آنکہ اس خطرناک دجّالی فتنہ کے ساری دُنیا پہ محیط ہو جانے اور زمین والوں کو اپنی لپیٹ میں لے لینے کا زمانہ آ گیا جس کی نسبت بمطابق بیانِ نبوی حضرت نوح علیہ السّلام سے لے کر ہر نبی اپنی اپنی اُمت کو ہوشیار کرتا آیا۔ (ترمذی) اور اسی دجّال کی سرکوبی اور اس کی صلیب کو پاش پاش کرنے کے لئے مسیحِ محمدی کی بعثت مقدر بتائی گئی ہے۔ اور جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اس مقدس وجود کو اُمتِ محمدیہ کے لئے حَکَم و عَدل بھی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ صحیحین کی حدیث میں مقدس الفاظِ نبوی ملاحظہ ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَیُفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہٗ اَحَدٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

(مشکوٰۃ مجتبائی باب نزول عیسیٰ علیہ السلام ص۴۷۹)

غور کا مقام ہے کہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کو جو حَکَم و عدل قرار دیا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس طرح سے ابتدائے اسلام میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو نعمتِ اسلام کے ذریعہ باہمی عداوت اور دُشمنی رکھنے والوں کو بھائی بھائی بنا کر متحد کر دیا، اللہ تعالیٰ کی رحمت نے تقاضا کیا کہ مسیح موعود و مہدی معہود کے ذریعہ مسلمانوں کے اندر راہ پا چکے اختلافات کا بھی خاتمہ کر دے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب "حدیث الغاشیہ" میں امام مہدی (جو مسیح موعود کا ہی دوسرا نام ہے) کے بارہ میں لکھا ہے:-

" مہدی کے وقت میں کوئی مذہب نہ ہوگا۔ نہ حنفی نہ مالکی نہ شافعی فقط اتباعِ کتاب و سُنّت ہوگا۔" (صفحہ ۱۵۵)

پس مسلمانوں کے لئے حَکَم و عدل کا نزول و ظہور بھی اسی نعمتِ عظمیٰ کو اُمتِ مرحومہ میں پھر سے رائج کر دینے کا ایک بابرکت دَور ہے۔ کاش! برادرانِ اسلام اس کی عظمت و اہمیت پر غور کریں -!!

جماعتِ احمدیہ کے نزدیک مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ ہی وہ موعود مسیحِ محمدی اور امام مہدی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسلمانوں کے دورِ تنزّل میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے مبعوث ہوئے۔ آپ کی تیار کردہ جماعت میں حنفی، مالکی اور شافعی وغیرہ فرقے نہیں بلکہ سب فرقوں سے نکل نکل کر لوگ اس برگزیدہ جماعت میں داخل ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ اس طرح تحریکِ احمدیت مسلمانوں کی سابق فرقہ بندیوں کو ختم کر کے امام مہدی کے ایک ہاتھ پر متحد کر کے کتاب و سنّت کی روشنی میں ایک ہی جماعت بنا رہی ہے۔ اور ایک ہی واجب الاطاعت امام کے ہاتھ پر سب احمدی جمع ہو کر خدمت و اشاعتِ اسلام کی مہم کو عالمگیر بنیادوں پر چلا رہے ہیں۔ احمدیت نے نئے سرے سے اخوتِ اسلامی کو جس طریق سے قائم کر دیا ہے وہ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب کا رنگ رکھتی ہے۔ جماعتی اتحاد و اتفاق کے ساتھ ساتھ اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں بے نظیر یک جہتی کا مشاہدہ صرف اور صرف اسی جماعت میں کیا جا سکتا ہے۔ اس امر میں کوئی بھی اسلامی فرقہ جماعتِ احمدیہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ تمام برادرانِ اسلام کو بڑی ہی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ اس پر غور و فکر کرنا چاہیئے۔

علاوہ ازیں ایک روحانی برگزیدہ شخصیت کے ساتھ زندہ ایمانی تعلق پیدا ہو جانے سے دماغوں میں جو جلا پیدا ہو گیا ہے اور اسلامی تعلیمات کے بارہ میں جو نور اور بصیرت اس جماعت کو حاصل ہو چکی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ جس کسی مجلس یا کانفرنس میں کسی بھی احمدی کو اسلام کی نمائندگی کا موقعہ ملا اس نے اس کا حق ادا کیا حتیٰ کہ اپنے تو اپنے، غیروں نے بھی اس بات کا کھلے عام اعتراف کیا کہ احمدی نمائندے نے اسلام کی جو تعبیر و تشریح کی وہ نہ صرف یہ کہ معقولیت کی حامل تھی بلکہ اثر و جذب کے لحاظ سے بھی نمایاں درجہ رکھتی تھی۔ وذٰلک الفضل من اللہ۔

اس لئے لندن میں منعقدہ عالمی اسلامی کانفرنس اگر معقولیت پسند طبقہ کے نزدیک اسلام کی ترقی پسند تصویر کو پیش کرنے میں ناکام رہی تو کہنے دیجئے کہ اس ناکامی نے اس بات کا گویا اعلان کر دیا کہ یہ کام مسیح موعود و امام مہدی اور آپ کی جماعت کا ہے۔ ان کی بیان کردہ اسلام کی تعبیر و تشریح کے بغیر اسلام کی نمائندگی نہ تو کسی سے ممکن ہے اور نہ ہی کسی دوسرے کی مساعی اسلام کے لئے حسبِ دلخواہ نتائج برآمد کر سکتی ہیں۔ اس کی اصل وجہ وہی ہے جس کا ذکر سورت جمعہ کی آیات نمبر ۹، ۱۰ میں کیا گیا ہے۔ جن کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب تک خدا کا مامور مبعوث نہیں ہوتا معمولی قسم کے علماء بھی کچھ نہ کچھ قبولیت رکھتے ہیں۔ لیکن جونہی زمانہ کے امام اور نبیٔ وقت کی بعثت عمل میں آ جاتی ہے تمام آسمانی برکتیں اسی مقدس وجود کی طرف منتقل ہو جاتی ہیں۔ اس صورت میں کوئی بھی بڑے سے بڑا عالم پہلے کی سی مقبولیت سے عاری ہو جاتا ہے۔ اس کی آواز میں وہ اثر و جذب باقی نہیں رہتا جو کسی پہلے وقت میں ہوا کرتا تھا۔ یہ وہ امتیازی شان ہوتی ہے جو امامِ وقت کے لئے ظاہر ہوتی ہے۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

چودہ سو سال بعد اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیار کرنے والے ایسے لوگ پیدا ہوئے

سب کچھ لٹا کر مسکراتے چہروں کے ساتھ میرے پاس آتے تھے

خدا نے ہمارے مال لیکر ہمیں قربانیوں کی توفیق دی اور اسکی رحمتوں کے جلوے ہم نے اپنی زندگیوں میں دیکھے

خدا تعالیٰ اپنے بندہ سے یقیناً تعلق رکھتا ہے کیونکہ یہ ہماری زندگی کا مشاہدہ ہے

ربوہ میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۷۵ء کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی روح پرور افتتاحی تقریر

بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۵ء

تشہد تعوذ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

ہمارے دل خدا کی حمد سے لبریز ہیں گزشتہ برس ۲۶ کی صبح کو جس قدر دوست جلسہ گاہ میں موجود تھے اس وقت جلسہ گاہ کو دیکھ کر میرے حافظہ نے بھی تصدیق کی اور میری نگاہوں نے بھی مشاہدہ کیا ہے کہ آج پچھلے سال سے تقریباً ۵۰ فیصد زیادہ دوست یہاں موجود ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اس سال خدا تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہے حالانکہ بہت سی روکیں ہمارے سفر میں پڑ گئیں۔ ایک تو کئی سپیشل گاڑیاں جو اُن جگہوں سے روانہ ہوتی تھیں جہاں

جماعت احمدیہ کے احباب

کی کثرت ہے، خصوصاً دیہات میں بسنے والوں کی وجہ سے گاڑیاں امسال بعض مصلحتوں کی وجہ سے چلائی نہیں گئیں چنانچہ آج صبح جب میں نے خاص طور پر دریافت کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ سیالکوٹ کے ضلع سے جہاں جماعت احمدیہ کی بڑی کثرت ہے، پورے دوست ابھی تک نہیں پہنچ سکے۔ وہاں کے امیر ضلع اور صدر صاحبان جائزہ لے کر مجھے بتائیں کہ کتنے دوست پہنچ چکے ہیں اور کتنے راستہ میں ہیں اور ان کے متعلق کیا رپورٹ ہے، وہاں کی جماعتیں کب تک پہنچ جائیں گی۔ اسی طرح سرگودھا اور جھنگ کے ضلعوں کی سرحدوں پر ایسے درجنوں دیہات ہیں جہاں ہزارہا احمدی بستے ہیں۔ وہ بھی پتہ نہیں کس وجہ سے آج صبح تک پورے نہیں پہنچ سکے۔ ان کے متعلق بھی نظارت اصلاح و ارشاد (مقامی) جائزہ لے کر رپورٹ کرے۔

پس ایک تو سپیشل گاڑیاں نہیں چلیں دوسرے ۲۵ دسمبر کو عیدالاضحیٰ کی وجہ سے صبح سے دوپہر تک کے وقفہ میں دو وجوہات کی بناء پر یہاں لاریاں نہیں پہنچیں۔ شاید اِکّا دکّا کوئی آئی ہو، ورنہ زیادہ تر خاموشی تھی اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جو لوگ لاری چلانے والے ہیں اُن کا بھی حق ہے کہ وہ عید کریں اور اس وقت وہ عید کرنے میں مشغول ہونگے اور لاری نہیں چلا سکتے ہونگے دوسرے جو دوست عید سے پہلے یہاں پہنچ نہیں سکے انہوں نے بہرحال اپنے گھروں میں عید کرکے روانہ ہونا تھا

تیسرے لوگوں کی طرف سے

بہت سی افواہیں

پھیلائی گئیں ایک یہ افواہ تھی کہ مستورات کا جلسہ نہیں ہوگا۔ حالانکہ مستورات کا جلسہ ہو رہا ہے ہماری احمدی بہنیں کافی تعداد میں پہنچ چکی ہیں لیکن بعض علاقوں سے بہت کم مستورات اس جلسہ میں شامل ہو رہی ہیں۔ ایک یہ افواہ بھی بعض جگہوں پر پھیلائی گئی کہ ربوہ کے مسافروں کو راستہ میں بہت تنگ کیا جا رہا ہے گویا کہ اُن کے نزدیک ہمارے ملک میں کوئی حکومت ہی نہیں ہے اس لئے بعض جگہوں سے لاریوں نے چلنے سے انکار کیا۔ بعض جگہوں پر احمدی تذبذب میں پڑ گئے حالانکہ یہاں حکومت ہے اور ان کا بڑا اچھا انتظام ہے اس جلسہ پر یہاں بھی دوستوں کو پہلی بار گیلریوں کے اوپر حکومت کے باوردی نمائندے نظر آرہے ہیں جو بڑے خوبصورت لگ رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی ذمہ داریوں کے نباہنے کی توفیق عطا کرے اسی طرح یہ بھی افواہ تھی کہ بعض لاری والوں کو کہا جائے گا کہ احمدی اپنے جلسہ پر جا رہے ہیں اُن کو تنگ کرنا چاہیئے یا یہ کہ ان کی سواریاں نہ لے کر جاؤ مگر جہاں تک مجھے علم ہے اس پراپیگنڈا کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

دراصل انسان اندر سے شریف ہے پاکستان میں بسنے والوں کی بڑی بھاری

اکثریت شرفاء پر مشتمل ہے

میرے خیال میں ہزار میں سے شاید ایک آدمی ایسا ہو جس کی فطرت مسخ ہو چکی ہو ورنہ پاکستان میں بسنے والے ہمارے شہری بھائی نو سو ننانوے فی ہزار شریف لوگ ہیں جو شرافت کے خلاف باتوں یا عمل کو پسند نہیں کرتے مگر ہمارے سارے ایشیائی ممالک میں یہ مرض ہے کہ شریف انسان جرأت کا فقدان رکھتا ہے اس کی شرافت ایک خاموش شرمائی لجائی شرافت ہوتی ہے غیر شریفانہ اقوال و افعال پر دلیری کے ساتھ شریفانہ اظہار کرنے یا انہیں CONDEMN (کنڈیم) کرنے سے گھبراتا ہے لیکن اس سے ہم یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ شرافت موجود نہ ہو۔ اُنہیں شرافت موجود ہوتی ہے جو عدد میں نے بتایا ہے شاید اس سے بھی کم ہو یعنی شاید ایک لاکھ میں سے ننانوے ہزار نو سو ننانوے شریف ہوں گے۔

بہرحال جہاں بھی ہماری اکثریت شرفاء کی ہوتی ہے وہاں دنیا کے ہر ملک میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ماں سے ـــ مادر وطن سے سوتیلے رشتوں کا سا تعلق رکھتے ہیں اگر سوتیلے پن کا رشتہ ان کے ... ہماری زندگی میں تلخی پیدا ہو تو ہم اور ... کوئی نشان چھوڑ ... سکے

ماں سے بے وفائی تو نہیں کرتے۔ اس لئے میں کہتا رہا ہوں کہ

احبابِ جماعت دُعائیں کریں

چنانچہ احباب دعائیں کرتے رہے ہیں۔ میں بھی دُعائیں کرتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کے استحکام کے اور اس کی مضبوطی کے اور اس کی خوشحالی کے اور اس ملک میں بسنے والوں کی فلاح و بہبود کے سامان پیدا کرے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ

اپنے وطن سے محبت کرنا جزو ایمان ہے۔ آپ [illegible] ماؤں کے پاؤں تلے جنت ہے۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ مادرِ وطن کے پاؤں تلے جنت ہے۔ بعض لوگ یہ افواہیں بھی پھیلاتے رہے ہیں کہ ہم اس جنت کو چھوڑ کر کہیں باہر جانے کا خیال رکھتے ہیں۔ ہم مادرِ وطن کے پاؤں کی جنت سے باہر کیسے جائیں گے جب کہ ہمارے محبوب آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف یہ فرمایا ہے حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ اور دوسری طرف یہ کہ ماں کے پاؤں تلے جنت ہے۔ مادرِ وطن کا جو محاورہ ہے اس میں بڑی صداقت ہے۔ جس طرح ماں کے پاؤں تلے جنت ہے اسی طرح انسان مادرِ وطن میں اپنے لئے جنت کا ماحول پیدا کرتا ہے۔ آخر وطن ہے کیا چیز؟ وطن دُنیا کا ایسا حصہ ہے جس میں انسانوں کا ایک گروہ بطور شہری کے بستا ہے۔ اس کا تعلق ایک تو انسان کے ساتھ وہ ہے جو انسان سمجھتا ہے اور بنا لیتا ہے۔ اور اس ملک میں بسنے والوں کے ساتھ اس ملک کا ایک تعلق وہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے قائم کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں یہ فرمایا ہے کہ ہم نے زمین و آسمان اور اس کی ہر چیز کو انسان کی خدمت کے لئے بنایا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مثلاً مجھے اور آپ کو جو پاکستان کے شہری ہیں، ان کو پاکستان کے متعلق اور وہ دوست جو مختلف ممالک سے آئے ہوئے ہیں اور ہماری

بیرونی جماعتوں کے نمائندے

ہیں اُن کو اُن کے ملکوں کے متعلق یہ کہا کہ تمہارے ملک کی ہر چیز تمہاری خادم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی ہر شئے کو حکم دیا ہے کہ [illegible] انسان کی خدمت کرے۔ جس طرح ماں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے بچے کو پالے اور اس کی خدمت کرے اسی طرح ملک کو حکم دیا مثلاً ہمارے اس ملک، پاکستان کی ان پہاڑیوں کو بھی، اس مٹی کے جن اجزاء سے یہ اینٹیں بنی ہیں اُن کو بھی، ان درختوں کو بھی، [illegible] یہ درخت لے رہے ہیں اُسے بھی، علیٰ ہٰذا القیاس ہر چیز کو [illegible] حکم دیا ہے کہ وہ اس کے بندے کی خدمت کرے اور اُس نے اپنے بندے کو یہ کہا کہ دیکھو! تمہارے لئے خادم میں نے پیدا کر دیئے ہیں لیکن ان کی خدمت پر ایک شرط بھی لگا دی ہے۔ فرمایا ان چیزوں کو صرف یہ حکم نہیں دیا گیا کہ وہ خدا کے بندوں کی خدمت کریں۔ بلکہ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ اگر لوگ خدمت لیں تو خدمت کرنا ورنہ نہ کرنا۔ فرمایا لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کہ انسان جتنی کوشش کرے گا، اپنے خادموں سے جتنی خدمت لے گا اتنی ہی وہ خدمت کریں گے۔

پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کا وطن

پاکستان ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کا مرکز بنایا ہے۔ اس ملک میں بسنے والوں کا ایک فیصد یا نصف فیصد یا چوتھائی فیصد یا اس سے بھی کم ایسے جن میں شرافت نہیں۔ ان کے کہنے سے ہمارا مرکز کسی اور ملک میں نہیں جائے گا۔ جس قدر چاہیں وہ افواہیں پھیلاتے رہیں، ہمارا یہ ملک ہے۔ جس طرح ننانوے ہزار نو سو ننانوے پاکستانی شریف شہریوں کا یہ ملک ہے اسی طرح اس میں بسنے والے احمدیوں کا بھی یہی ملک ہے۔ ہم نے بھی اسی ملک میں رہنا ہے اور اس ملک نے ہماری اسی طرح خدمت کرنا ہے جس طرح ماں اپنے بچے کی خدمت کر رہی ہوتی ہے۔ خدا نے ماں کو کہا کہ بچے کو دودھ پلا اور بچے کے کان میں یہ پھونکا کہ روئے گا تو ماں کی چھاتیوں میں دودھ اُترے گا ورنہ نہیں اُترے گا۔ ہم نے اس ملک سے خدمت لینی ہے۔ ہم نے اس ملک سے اس طرح خدمت لینی ہے کہ وہ دُنیا کے معزز ترین ممالک میں شمار ہونے لگے۔

ملکوں کا تنزل دو طرح ہوتا ہے یا تو اس لئے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ماننے سے انکار کرتا ہے کہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ یعنی جتنی خدمت تم لینا چاہوگے اُتنی خدمت تمہارا ملک کرے گا۔ اور یا اس لئے تنزل آجاتا ہے یا کمزوری پیدا ہو جاتی ہے کہ انسان کا تعلق اپنے ربّ سے مضبوط نہیں رہتا اور انسان خود اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگ جاتا ہے۔ شاید اس مضمون کے متعلق میں اپنی پرسوں کی تقریر میں احباب کو کچھ بتاؤں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ جماعتِ احمدیہ کے اعتقادات کے متعلق بڑوں کو یاد دلاؤں اور چھوٹوں کو سمجھاؤں کہ ہمارے کیا اعتقادات ہیں۔

غرض جیسا کہ میں نے بتایا ہے، قرآن کریم نے یہ بھی کہا ہے کہ زمین کو انسان کا خادم بنایا ہے۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ وہ اپنے خادموں سے جتنی خدمت لینا چاہے گا اُتنی یہ خدمت کریں گے۔ جس پھلدار درخت کانٹوں والے ہوتے ہیں، اُن پر سے پھل توڑنے والوں کو کانٹے بھی چُبھتے ہیں لیکن جب تک کانٹے نہ چُبھیں پھل حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن جہاں خدا تعالےٰ کی یہ

عام تقدیر اور قانون

کارفرما ہے وہاں خدا تعالےٰ نے اپنا ایک خاص قانون بھی بنایا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کے ہر فعل کے متعلق اُسے حکم دیتا ہے۔ قرآن کریم نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ کوئی پتہ درخت سے نہیں گرتا جب تک اُسے گرنے کا الٰہی حکم نہ ہو۔ گویا یہ قانونِ قدرت ہے کہ اپنے موسم پر پت جھڑ ہو اور اس میں خدا تعالیٰ کی شان نظر آتی ہے۔ کئی بے وقوف انسان دُنیا میں ایسے بھی پیدا ہوئے جو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اتنی بڑی ہستی ہے زید بکر سے وہ ذاتی تعلق کیوں رکھے؟ آخر اس عالمین اور اس UNIVERSE (یونیورس) میں انسان کی کیا حیثیت ہے۔ خدا تو بڑی شان کا مالک ہے۔ یہ درحقیقت ایک شیطانی خیال ہے۔ اس قسم کے لوگوں کی اکثریت یہودیوں میں پائی جاتی ہے۔ قرآن کریم نے جس قادر و توانا، متصرف بالارادہ اور تمام طاقتوں اور قدرتوں والے خدا کا ہم سے تعارف کروایا اور عرفان بخشا ہے کوئی چیز بھی اُسے تھکانے والی یا کوفت دینے والی نہیں ہے۔ نہ اُسے نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ وہ تو ہر چیز پر قادر ہے اُس کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی انسان سمجھتا ہے جس طرح مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح خدا کو بھی تکلیف ہوتی ہے کسی کے ہاں پانچ بچے ہو جائیں تو گویا اُسے بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑ گیا۔ چنانچہ اسی تکلیف سے انسان کو فیملی پلاننگ کا خیال آگیا۔ جن بچوں سے گھروں کی رونق تھی لوگ ان بچوں کو گھروں سے باہر رکھنے کے سامان پیدا کرنے لگ گئے ویسے یہ ایک الگ مضمون ہے میں نے اس کا ضمناً ذکر کر دیا ہے۔ میں فیملی پلاننگ پر تنقید نہیں کر رہا۔ یہ آپ کے اور میرے سوچنے والی باتیں ہیں۔

غرض خدا تعالیٰ نے یہ کہا کہ اے لوگو! اگر تم مجھے اس حد تک ناراض کر دو کہ میں اپنا غضب تم پر نازل کرنا چاہوں تو بادل پانی برسانا چھوڑ دیں گے کنوئیں خشک ہو جائیں گے۔ فصلوں میں دانہ نہیں لگے گا۔ یہ کائنات جو تمہاری خادم بنائی گئی ہے خدمت سے انکار کر دے گی۔

ہم نے بہرحال دُعائیں کرنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بعض ایسے واقعات بتائے ہیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ پوری قوم نہیں تو اگر اس کا ایک حصہ بھی دُعائیں کرنے والا اور دُعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرنے والا اور اُس کے فضلوں اور اُس کی رحمتوں کو جذب کرنے والا ہو تو ساری قوم دنیوی رحمتوں اور برکتوں میں شامل ہو جاتی ہے۔

یہ ذمہ داری کہ دُعاؤں کے ساتھ ہم اپنے ملک کے استحکام اور اس کی خوشحالی کے سامان پیدا کریں بہت بڑی حد تک جماعتِ احمدیہ پر عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ تو ہماتت کی دُنیا ہے، یہ منطق و فلسفہ کی دُنیا ہے، یہ ایسے سائنسدانوں کی دُنیا ہے جنہوں نے خدائی صفات کے ایک حصّہ کو سمجھا اور دوسرے کو سمجھ بھی نہ سکے۔ اس دُنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو یا تو خدا کو مانتے ہی نہیں اور اگر مانتے ہیں تو اُن کو اس بات کا احساس ہی نہیں کہ انسان کے ساتھ خدا کا زندہ تعلق بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اسلام نے صرف تعلیم ہی نہیں دی بلکہ اس پر عمل کرنے اور خدا کو پانے کی تلقین بھی کی ہے۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں کروڑوں انسان دُنیا کے گوشے گوشے اور ملک ملک میں ایسے پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے فضل اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں اپنے ربّ کریم سے ایک زندہ تعلق پیدا

کرکے اس کی طاقتوں کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور دُنیا کو بھی مشاہدہ کروایا کہ دیکھو خدا تعالےٰ کیسی صفاتِ حسنہ کا مالک ہے۔ انسان اگر خدا کی قدرت کے جلوے دیکھنا چاہے تو وہ دیکھ سکتا ہے۔

غرض میں بتا یہ رہا ہوں کہ تدبیر کے علاوہ

خدا تعالیٰ سے پیار کا ایک زندہ تعلق

رکھ کر ہم نے اپنے ملک کے لئے دُعائیں کرنی ہیں اور اس کی خوشحالی کے سامان پیدا کرنے ہیں۔ تدبیر اپنی جگہ ضروری ہے۔ مگر دُعاؤں کے ذریعہ ملک کی خوشحالی کے سامان پیدا کرنا اس کی ذمّہ داری بڑی حد تک جماعتِ احمدیہ پر عائد ہوتی ہے۔ اس لئے وہ تلخی جو مادرِ وطن کے بعض ناسمجھ سوتیلے رشتوں کی طرف سے ہماری زندگی میں پیدا ہو، وہ ہمیں ان دعاؤں سے نہیں روک سکتی اور نہ ہمیں اس ملک سے باہر جانے پر مجبور کر سکتی ہے۔ جن لوگوں کے یہ خیالات ہیں وہ اپنے دماغوں سے ان کو نکال دیں۔ ہم نے اپنے ملک کے لئے دُعائیں کیں۔ ہم اس کے لئے قربانیاں دے رہے ہیں اور دیتے چلے جائیں گے، اور دُعائیں کر رہے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے۔ ہم اپنے ربّ کریم سے اُمید رکھتے ہیں کہ ایک دن وہ ہماری دُعاؤں کو سُنے گا۔ اور اس ملک میں استحکام اور اس کی خوشحالی کے سامان پیدا کردے گا۔ جو سوتیلے رشتوں کی وجہ سے مادرِ وطن کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ خدا کرے کہ وہ بھی حقیقت کو سمجھیں اور ملک کی خوشحالی کے لئے کام کریں۔

اس سال ہمارے لئے کچھ برکتیں اور رحمتیں نئی شکل میں آسمان سے نازل ہوئیں، اس رنگ میں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ جن بزرگوں کے متعلق (یعنی ہماری نگاہ میں بزرگ ورنہ اللہ تعالےٰ کے تو سارے عاجز بندے ہیں) آپ یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کا اُن سے پیار کا تعلق ہے۔ وہ اتنے سخت اور شدید ابتلاؤں میں مبتلا ہمیں نظر آتے ہیں۔ یہ کیوں؟ کیا خدا تعالےٰ اُن سے پیار نہیں کرتا؟ کیا خدا تعالیٰ کے پیار کا اس طرح اظہار ہوتا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو شدید تکلیف پہنچائے حالانکہ جو لوگ خدا کو چھوڑ کر غیر اللہ کے بندے بن جاتے ہیں ان کو بھی لوگ ایسی تکلیف میں مبتلا نہیں دیکھتے۔ اس کے بہت سے جواب ہیں۔ ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

بڑا پیارا جواب

دیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا جن چیزوں کو تم تکالیف سمجھتے ہو خدا تعالیٰ کے اُن پیارے بندوں سے جاکر پوچھو کہ وہ کیا سمجھتے ہیں۔ اگر خدا کے پیارے بندے اُن تلخیوں اور تکلیفوں کو خدا تعالےٰ کی طرف سے آنے والی لذّت اور سرور سمجھتے ہیں اور اُس سے خوش ہیں تو جن کو احساسِ لذت اور سرور حاصل ہے اُن کے متعلق تمہیں یہ کہنے کا کیا حق پہنچتا ہے کہ خدا تعالےٰ اُنہیں تکالیف میں مبتلا کرتا ہے۔

چنانچہ اس قسم کا پیار اور اسی قسم کی لذّت اور سرور بھی جماعتِ احمدیہ کے ایک حصّہ نے اس سال حاصل کیا۔ تلخیاں پیدا کی گئیں، مکان جلائے اور لُوٹے گئے، دُکانیں لُوٹی اور جلائی گئیں۔ انسانی زندگی میں بظاہر یہ واقعات بڑی تلخیاں لئے ہوئے تھے لیکن عجیب شان ہے خدا تعالیٰ کی جس نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل چودہ سو سال بعد اس زمانہ میں آپؐ سے پیار کرنے والے ایسے لوگ پیدا کئے جو سب کچھ لُٹا کر مسکراتے چہروں کے ساتھ میرے پاس آتے تھے اور مجھے یہ کہتے تھے کہ خدا نے ہمارے مال لے کر ہمیں قربانیوں کی توفیق دی۔ اور اس کی رحمتوں کے جلوے ہم نے اپنی زندگیوں میں دیکھے۔ دُنیا انہیں تلخیاں سمجھتی تھی لیکن خدا کے یہ محبوب بندے خدا کا پیار سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا نے ایک اور موقعہ دیا اس بات کے اظہار کا کہ ہم واقعہ میں اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والے اور اس سے پیار کا تعلق رکھنے والے ہیں۔

ہمارا ایک نوجوان جو اپنے باپ کے ساتھ کام کرتا تھا۔ دو جگہ ان کے کارخانے تھے اور جائز طور پر اچھے خاصے پیسے کما رہے تھے اس کا تیس لاکھ روپے کا نقصان ہُوا۔ وہ میرے پاس آیا تو اُس کی یوں باچھیں کھلی ہوئی تھیں کہ اگر کوئی اور دیکھتا تو یہ سمجھتا کہ وہ شادی کرواکر آیا ہے۔ شادی اور خوشی ہی تھی کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے زیادہ قریب ہوگیا تھا۔ لوگوں نے اس کی تیس لاکھ کی جائیداد کو آگ لگادی۔ اُس کا سب کچھ لُٹ گیا مگر وہ مسکراتا ہُوا میرے پاس آگیا اور کہنے لگا۔ اگر نقصان ہوگیا تو کیا ہُوا۔ لوگوں کی ان حرکتوں سے خدا کے خزانے تو خالی نہیں ہو سکتے۔ اگر

خُدا کے خزانے خالی نہیں

اور جو کچھ ملا تھا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ملا تھا تو اب انشاء اللہ اس سے بھی زیادہ ملے گا۔ اگر خدا کے خزانے خالی ہو جائیں یا انسان نے خدا کی رحمتوں کے علاوہ کسی اور گھر سے کچھ لیا ہو تو اس کو فکر ہو سکتی ہے۔ لیکن جو شخص اس ایمان پر قائم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانے کبھی خالی نہیں ہوتے اور خدا کی مرضی اور حکم کے بغیر انسان کو کچھ نہیں ملتا تو اس کو کیا فکر اور کیا غم ہے۔ چنانچہ میں اپنے دوستوں کے ان مسکراتے چہروں میں مزید بشاشت پیدا کرنے کے لئے ان کو ۱۹۴۷ء کے واقعات بتایا کرتا تھا۔ انسانی نفس کا یہ خاصہ ہے کہ وہ بعض دفعہ مشکلات کے وقت گھبرا جاتا ہے اس لئے بعض چہروں پر کچھ گھبراہٹ اور پریشانی بھی نظر آتی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ دو تین سو یا چار پانچ سو احمدی احباب جن سے میں اُن دنوں روزانہ اجتماعی ملاقات کیا کرتا تھا، جب وہ میری مجلس سے اُٹھتے تھے تو ان کے چہروں پر بشاشت کھیل رہی ہوتی تھی۔ اور وہ چھلانگیں مارتے واپس چلے جاتے۔

پاکستان میں جماعت کے افراد کا جو نقصان ہُوا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں صرف قادیان میں میرا خیال ہے اگر ہزار گنا نہیں تو سَو گنا یقیناً زیادہ تھا۔ ہم اپنے تن کے کپڑے لے کر وہاں سے نکلے تھے یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ میری اُن دنوں ذمّہ داری تھی۔

حفاظت مرکز کا کام

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے میرے سپرد کیا ہُوا تھا۔ اس کام کی انجام دہی کے دوران ایک دن مجھے اطلاع ملی کہ جتھے آئے ہیں اور انہوں نے مسجد اقصیٰ قادیان کے مغرب میں واقعہ ایک محلہ کو گھیر لیا ہے جس میں زیادہ تر ایسے گھرانے آباد تھے جو احمدی نہیں تھے۔ مجھے بڑی فکر پیدا ہوئی اس لئے نہیں کہ وہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ جماعت سے تو ان کا کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ اس لئے تشویش پیدا ہوئی کہ وہ تمام لوگ ہمارے محبوب آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خود کو منسوب کرنے والے تھے اور جو شخص خود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرے اُس سے ہزار اختلاف کے باوجود کوئی شخص جو خود کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے والا ہے ان کو بے سہارا نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ ایک احمدی کے دل میں اپنے محبوب آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

غیرت کا برملا اظہار

ہے۔ غرض اُس محلے تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں تھا ایک چھوٹی گلی تھی اس کے اوپر ہم نے بلیاں رکھیں اور ایک پُل بنایا اور اس کے ذریعہ ہم نے وہاں رضاکار بھجوائے۔ جب ہمارے رضاکار وہاں گئے تو دو آدمیوں کو شوٹ کرکے وہاں شہید کردیا گیا لیکن دو آدمیوں کی موت آٹھ سو یا ہزار افراد کی زندگیوں سے تو زیادہ قیمتی نہیں تھی۔ اس لئے ہمارے اَور رضاکار وہاں پہنچ گئے اور اُن لوگوں سے کہا کہ چھوڑو ہر چیز اور اپنی جانوں کو بچاؤ۔ چنانچہ عورتیں بچے اور مرد گھروں سے نکلے اور ایک چھوٹے سے پُل پر سے ہوتے ہوئے ہمارے علاقے میں آگئے۔ یہ جو آٹھ سو یا ہزار جانیں بچائی گئیں ان میں تین چار سو مستورات تھیں اُن کے لئے ہم نے دارالمسیح میں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی حویلی کے اندر ایک اَور حویلی تھی وہ خالی کروائی۔ بڑی اچھی صاف ستھری، صحن اور بڑے بڑے کمرے تھے، غسلخانے پانی سب کچھ تھا۔ عورتوں کو وہاں ٹھہرا دیا گیا۔ باہر رضاکار مقرر کر دیئے۔ اب بارشیں شروع ہو گئیں تو بے چاری غریب عورتوں کو جو ایک ایک کپڑے میں اپنے گھروں سے نکلی تھیں، جب بارش میں باہر کام کرنا پڑتا تھا تو کپڑے گیلے ہوئے اور پھٹ گئے۔ ایک دن رضاکار میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ ہم وہاں کام نہیں کر سکتے۔ میں بڑا حیران ہُوا کہ ان کو دماغ کو کیا ہوگیا ہے، کام سے کیوں انکار کر رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کیا ہُوا؟ کیا کسی نے تمہیں کچھ کہا ہے؟ وہ کہنے لگے عورتوں

کے تن پر صرف چیتھڑے رہ گئے ہیں۔ کسی کام کے لئے وہ تھوڑا پردہ اُٹھاتی ہیں تو ان کے جسم کے بعض حصّے ڈھنپے نہیں ہوتے۔ ہم وہاں کام نہیں کر سکتے۔ اب مَیں وہاں تین چار سو جوڑے کہاں سے لاتا۔ اگر بنواتے بھی تو اوّل تو درزی ہی کوئی نہ تھا۔ اگر ہوتا بھی تو شاید دو مہینے لگ جاتے۔ دو مہینے اُن کو کپڑوں کے بغیر تو نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ مَیں نے سوچا کیا کروں۔ میرے اپنے گھر میں منصورہ بیگم کے جہیز کے کپڑے تھے جو نواب محمد علی خان صاحبؓ نے بڑے قیمتی قیمتی جوڑے شادی کے وقت دیئے تھے، ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو ہزار روپے ایک جوڑے کی قیمت ہوگی۔ مَیں نے سوچا مَیں ذمّہ دار ہوں۔ اگر مَیں نے پہلے اپنے صندوق نہ کھلوائے تو میرے اوپر جائز اعتراض ہوگا۔ چنانچہ مَیں نے اپنے گھر کے زنانہ کپڑوں کے سارے صندوق کھلوا کر کپڑے عورتوں کے لئے بھیج دیئے اور ایک جوڑا بھی اپنے پاس نہیں رکھا۔ مجھے پتہ تھا کہ ابھی اور مانگ ہوگی۔ کیونکہ ابھی تو کچھ تھوڑی سی ضرورت پوری ہوئی ہے اور بہت سی عورتیں اسی طرح پھر رہی ہیں۔ پھر مَیں نے کہا اب میرا ضمیر صاف ہے۔ مَیں نے اپنی بہنوں کے صندوقوں کے تالے تڑوا دیئے۔ بھائیوں کی بیویوں حتیٰ کہ اپنی ماؤں اور بچیوں سب کے صندوق کھول کر کپڑے ان عورتوں کو دے دیئے اور اس طرح ان کا تن ڈھانپا اس لئے کہ انسان کا انسان سے خدا نے تعلق قائم کیا ہے اور جو غیرت ہمارے دلوں میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اُس

غیرت اور جذبہ کے تحت

ہم نے ہر چیز بھیجدی۔ یہاں تو کچھ نہیں لائے۔ ایک دفعہ مَیں نے حساب کیا۔ قادیان میں مارکیٹ ریٹ کے مطابق ساڑھے تین کروڑ روپے کی جائداد ہمارے اپنے خاندان والے چھوڑ آئے تھے۔ ماشاء اللہ بہت بڑا خاندان تھا۔ مگر یہاں بھوکے تو نہیں مرے۔ حالات کی اس یلغار نے ہمارے ہاتھ میں مٹی کے کشکول تو نہیں پکڑوائے اور نہ وہ پکڑوا سکتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے آسمان سے فرشتوں کو بھیجکر ہماری ضرورتوں کو پورا کر دیا اُس نے ہمارے دلوں کو دُنیا کی حرص سے محفوظ رکھا ہے، یہ اُس کی عنایت ہے۔ لیکن یہ بھی اُس کا فضل ہے کہ وہ دیتا ہے اور ہمیں کہتا ہے کہ آگے تقسیم کرتے چلے جاؤ۔

غرض مَیں اپنے دوستوں کو ۴۷ء کے واقعات بتاتا تھا اور ان سے کہتا تھا کہ دیکھو ہم خالی ہاتھ آئے تھے لیکن ہمارا گھر پھر خدا نے بھر دیا۔ ہمارے ساتھ دوسرے لوگوں کے بھی کھیت ہیں مگر ہمارے کھیت میں مثلاً مونجی ہے وہ جتنی ہماری ہوتی ہے، اس سے آدھی بھی دوسروں کی نہیں ہوتی۔ اب یہ تو میرا کام نہیں ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے ہم اس پر الحمد للہ پڑھتے ہیں۔ جب اُس نے لینا ہوتا ہے تب بھی الحمد للہ پڑھتے ہیں۔ ہمارا کیا ہے، سب کچھ اسی کا ہے۔ ہر چیز اس کی ہے۔ وہ جو مرضی کرے۔ ہمیں اُس بات کا یقین ہے کہ وہ ہمیں ہر حال میں اپنا باوفا راضی برضا اور راضی بقضا پائے گا۔ وہ ہر احمدی کو ایسا ہی پائے گا۔ مال لٹ جائیں، جانیں چلی جائیں اور بظاہر تلخی کی زندگی ہوگی مگر پھر بھی نہ ہمارے چہروں کی مسکراہٹیں چھینی جا سکتی ہیں نہ ہمارے دلوں کا اطمینان چھینا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ ہمارے چہروں کی مسکراہٹوں اور

ہمارے دِلوں کے اطمینان کا منبع اور سرچشمہ

کوئی دنیوی طاقت اور ایجنسی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ جس وقت ہم دُنیا سے تنگ آ کر اپنے خدا کی طرف رجوع کرتے اور عاجزانہ اُس کے دامن کو پکڑ کر اُس سے کہتے ہیں کہ اے خدا دُنیا نے ہمیں چھوڑ دیا پر تو ہمیں نہ دھتکار ہم نے تیرا دامن پکڑا ہے تو ہمیں اپنے سے علیحدہ نہ کرنا۔ ہماری اس عاجزانہ پکار پر وہ بڑے پیار سے ہمیں تسلی دلاتا ہے۔ صرف مجھے ہی نہیں بلکہ جماعت کے ہزارہا آدمیوں کو اس نے ان دنوں میں تسلیاں دلائیں اور اتنے پیار سے دلائیں کہ انسان کو حیرت ہوتی ہے۔ بے وقوف ہے وہ انسانی گروہ جو یہ کہتا ہے کہ خدا تو اتنی عظیم ہستی ہے وہ بھلا عاجز بندوں سے ذاتی تعلق کیسے رکھ سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے بندہ سے یقیناً ذاتی تعلق رکھتا ہے کیونکہ یہ

ہماری زندگی کا مشاہدہ

ہے اس لئے ہم مسکراتے چہروں اور مطمئن دلوں کے ساتھ ساری افواہوں کو ٹھکراتے ہوئے یہاں مرکزِ سلسلہ میں جمع ہو گئے اُس سے زیادہ جتنے پچھلے سال تھے۔ یہ خدا کی شان ہے اور اس کا عظیم فضل ہے۔ جس پر ہمارے دل اس کی حمد سے لبریز ہیں

مَیں نے بتایا ہے کہ دُعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کا امتیاز اور فرقان جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ گو اللہ تعالیٰ سب کا رب ہے لیکن بحیثیت جماعت اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو پانے کے اعتبار سے یہ ایک منفرد جماعت ہے۔ اب دُنیا پر جب ہم نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں بار بار دُعائیں کرنی پڑتی ہیں۔ دُنیا میں فتنہ و فساد کی ایک آگ لگی ہوئی ہے۔ شرق اوسط میں ہمارے عربی بولنے والے مسلمان ممالک ہیں۔ اسرائیل نے اُن کو تنگ کیا ہوا ہے ابھی پچھلے دنوں بڑی تشویشناک خبریں آ رہی تھیں کہ ایک اور حملہ ہوگا، امریکہ بھی مسلمان ملکوں پر حملہ کرے گا، دوسرے لوگ بھی گھبرائے، ہم بھی گھبرائے لیکن جو دُعا کی توفیق ایک احمدی کو ملتی ہے وہ دوسروں کو نہیں ملتی کیونکہ ایک احمدی ہی ہے جس کا ایک زندہ تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے محبوب مہدی علیہ السلام کے طفیل اپنے زندہ خدا سے ہے۔ یہ چیزیں اس زمانہ میں پھر مہدی علیہ السلام نے ہمیں دیں۔ ہم اس مہدیؑ کو چھوڑ کر کہاں جا سکتے ہیں جس نے زندہ خدا سے ہمیں متعارف کروایا۔ جس نے ہمیں اسلام کی وہ راہیں بتائیں جن کے نتیجہ میں خدا سے ہمارا زندہ تعلق پیدا ہو گیا اور

خدا تعالیٰ کے پیار کے زندہ جلوے

ہم نے اپنی زندگیوں میں دیکھے۔ ہم اس خدا کو نہیں چھوڑ سکتے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دُوری ہم اپنے لئے موت سمجھتے ہیں اور مہدی علیہ السلام کی جماعت سے باہر نکلنے کا تصوّر ہی نہیں کر سکتے۔ ٹھیک ہے گردن پر چھری رکھ کر بعض لوگوں سے انکار بھی کروایا لیکن یہ بھی درست ہے کہ انکار کروانے والوں کی طرف سے ہمیں اطلاع بعد میں ملی اور وہ روتے ہوئے ہمارے پاس پہلے پہنچ گئے کہ مجبوری تھی اس لئے انکار کر دیا۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے خدا تمہیں معاف کرے۔ کوئی فکر نہ کرو۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا کا اعلان ان حالات کے لئے بھی کیا گیا ہے۔

مَیں بتا یہ رہا ہوں کہ دُنیا میں ایک فساد برپا ہے۔ نوعِ انسان کے لئے دُعائیں کرنا جماعت احمدیہ کا کام ہے بلکہ اس کا یہ فرض ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے جماعت کی یہ ڈیوٹی لگائی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا مَیں دُنیا کی فلاح و بہبود کے لئے اور اسلام کو ساری دُنیا میں غالب کرنے کے لئے آیا ہوں۔ آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ

اسلام کے دو حصّے

ہیں ایک اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ادا کرنا اور دوسرا بنی نوع انسان کے حقوق کو ادا کرنا۔ ظاہر ہے نوعِ انسانی میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو خدا تعالیٰ کے منکر اور اُس کو گالیاں دینے والے اور اُس کے خلاف جنگ کرنے والے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے علی الاعلان کہا کہ وہ زمین سے خدا کے نام کو اور آسمانوں سے اُس کے وجود کو مٹا دیں گے۔ خدا نے ہمیں کہا تم اُن کے لئے بھی دُعائیں کرو اس لئے ہم اُن کی ہدایت کے لئے بھی دُعائیں کرتے ہیں کیونکہ وہ لوگ خدا کے حقیقی پیار سے محروم ہیں۔ دُنیا کی یہ عارضی ترقیات تو کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ انسان نے پہلی دفعہ تو یہ ترقی نہیں کی۔ اصطلاحاً بڑے بڑے "فراعنہ" دُنیا میں پیدا ہوئے اور ان میں ایک وہ بھی تھا جس کا نام بھی فرعون تھا۔ جس کی قوم بڑی شاندار اور مہذب کہلاتی تھی۔ دُنیا میں اُس نے بڑا رعب قائم کیا مگر کہاں گئے وہ لوگ؟ اور کہاں گئیں سرمایہ دارانہ حکومتیں؟ ایک وقت میں سرمایہ دار دُنیا پر چھائے ہوئے تھے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ انسان کے اوپر سوائے سرمایہ داری کے اور کوئی چیز حکومت نہیں کر سکتی۔ وہ پیچھے چلے گئے دوسرے نمبر پر کمیونزم آ گیا۔ یہ بھی پیچھے چلا جائے گا۔ صدیوں کی بات نہیں۔ دوست میری بات یاد رکھیں، یہ صدیوں کی بات نہیں دو چار سالوں کی بات ہے کہ اشتراکی نظام بھی پیچھے چلا جائے گا۔ اور پھر دوسری طاقتیں آگے آ جائیں گی

اور ایک وقت میں وہ بھی پیچھے چلی جائیں گی۔ پھر خدا اور اس کا نام لینے والی جماعت، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والی جماعت، قرآن کریم کے احکام کا سکّہ دنیا میں قائم کرنے والی جماعت اور اسلام کا جھنڈا دنیا کے گھر گھر میں گاڑنے والی جماعت آگے آئے گی اور پھر اس دنیا میں اُخروی جنت سے ملتی جلتی ایک جنت پیدا ہوگی اور ہر انسان کیلئے خوشی کے سامان پیدا کئے جائیں گے۔ اور تلخیاں دُور کردی جائیں گی اور مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کا انسان اپنی زندگی کی شاہراہ پر

خداتعالیٰ کی حمد کے ترانے

گاتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے گا اور خدا تعالیٰ کے قرب اور اُس کے پیار کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرتا چلا جائے گا۔ اور اس طرح وہ اپنی زندگی کے آخر میں اپنی منزل، اپنے مقدر یعنی خاتمہ بالخیر تک پہنچ جائے گا۔ یہ عمل نسلاً بعد نسلٍ رُو نما ہوگا اور پھر قیامت آجائے گی

بہرحال ہمیں تو اپنی نسل کی فکر ہے۔ ہم پر ان کی تربیت کی ذمہ داری ہے۔ وہ احمدی نسلیں جو یکے بعد دیگرے پیدا ہو رہی ہیں اُن کو اسلامی رنگ میں رنگین کرتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔ ابھی پچھلے دنوں ایک خطبۂ نکاح کے موقع پر میں نے بتایا تھا کہ اعلانِ نکاح دو باتوں کو نمایاں کرکے ہمارے سامنے لاتا ہے ایک یہ کہ ہماری ایک نسل بلوغت تک پہنچ گئی۔ اور اب بالغ ہونے کی حیثیت سے اِن کے کندھوں پر ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں اس لئے دُعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُن کو مذہبی اور رُوحانی ذمہ داریوں کے نباہنے کی توفیق عطا کرے۔ اور دوسری بات نمایاں ہو کر ہمارے سامنے یہ آتی ہے کہ جن بچوں کے نکاح ہو رہے ہیں اُن کے ذریعہ ایک اَور نسل کی بنیاد رکھی جا رہی ہے کیونکہ شادی کے بعد ہی بچے پیدا ہوں گے اور ایک نئی نسل پیدا ہوگی اس لئے ہم ایسے موقع پر اُن کے لئے دُعائیں کرتے ہیں اور ہم نے اسی طرح دُعائیں کرتے چلے جانا ہے جب تک نوعِ انسان اس جنت میں داخل نہ ہو جائے جو ان دونوں جنتوں میں سے ایک ہے جن کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے، اور جس کا تعلق اِس دُنیا سے ہے۔

پس ان سب دُعاؤں کے ساتھ ہم اپنے اس

جلسہ سالانہ کا افتتاح

کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نوعِ انسان کی خوشحالی کے سامان پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ نوعِ انسان کے لئے روحانی، اخلاقی، ذہنی اور جسمانی طور پر حقیقی لذت اور سرور کے سامان پیدا کرے۔ نوعِ انسان کے دلوں میں جو ایک دوسرے کے خلاف بغض و عناد پیدا ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دُور کرنے کے سامان پیدا کرے۔

انسان اپنے محسنِ اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور ہٹتا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کرے کہ اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس لوٹنے کی توفیق عطا ہو اور وہ بھی خدا کو پہچاننے لگیں اور خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کے افراد کو ہر قسم کی تلخیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے اور ہر قسم کی تلخی کو لذت و سرور میں تبدیل کرتے ہوئے یہ توفیق عطا کرے کہ وہ اس ذمہ داری کو کامیابی کے ساتھ نباہ سکیں جو اس زمانہ میں اُن کے کندھوں پر ڈالی گئی ہے اور اس کے ساتھ بعض ضمنی دُعائیں ہیں دوست وہ بھی کرتے چلے جائیں۔

مَیں نے شاید کچھ زیادہ وقت لے لیا ہے لیکن میرا حق بھی ہے جتنا چاہوں وقت لے لوں اور یہ بھی ضروری ہے کہ دوسروں کا وقت نہ لوں۔ مَیں نے بتایا تھا کہ ۲۶؍نومبر سے مَیں بیمار چلا آرہا ہوں۔ مجھ پر دو دفعہ بیماری کے بڑے سخت حملے ہوئے ہیں۔ دوسرے حملہ میں پہلے سے infection (انفیکشن) بھی زیادہ تھی۔ پہلے حملے میں گیارہ ہزار White Cells (وائٹ سیلز) تھے اور دوسرے میں اٹھارہ ہزار تک پہنچ گئے تھے۔ تیسری دفعہ جو حملہ ہُوا اس نے ایک نئی شکل بنائی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور مرض شروع میں ہی دب گیا۔ آج ۲۶؍دسمبر ہے گویا بیمار ہوئے پُورا مہینہ ہوگیا ہے۔ کل رات مَیں نے ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق اینٹی بائیوٹک دوائی کی آخری خوراک لی تھی۔ پس ایک مہینے سے مَیں بیمار ہوں۔ لیٹے ہوئے وقت گزارتا ہوں۔ جسمانی طور پر کمزوری محسوس کرتا ہوں لیکن میرا جسم اِس کمزوری کے باوجود میرے دل اور میرے دماغ کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں دُنیوی لحاظ سے وہ تلخیاں جو دوستوں نے انفرادی طور پر محسوس کیں وہ ساری تلخیاں میرے سینہ میں جمع ہوتی تھیں۔ ان دنوں

مجھ پر ایسی راتیں بھی آئیں

کہ مَیں خدا کے فضل اور رحم سے ساری ساری رات ایک منٹ سوئے بغیر دوستوں کے لئے دُعائیں کرتا رہا ہوں۔ مَیں احباب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے بھی دُعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت دے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے اُن ذمہ داریوں کو بطریقِ احسن ادا کرنے کی توفیق عطا کرے جو اُس نے اس عاجز کے کندھوں پر ڈالی ہیں۔ مَیں اور احبابِ جماعت مِل کر ان ذمہ داریوں کو پورا کریں کیونکہ میرے اور احباب کے وجود میں میرے نزدیک کوئی امتیاز اور فرق نہیں ہے۔ ہم دونوں "امام جماعت اور جماعت" ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ اور ایک ہی چیز کے دو مختلف زاویے ہیں۔ پس ہمیں اپنی زندگیوں میں ان بشارتوں کے پورا ہونے کی جھلکیاں نظر آنے لگیں جو بشارتیں کہ مہدی معہود علیہ السلام کے ذریعہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے غلبہ کی ہمیں ملی ہیں۔ آمین۔ آؤ اب دُعا کرلیں۔

اجتماعی دُعا کے بعد فرمایا :-

خدا کرے احبابِ جماعت دین کی باتیں سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کی بھی توفیق پائیں۔

منتظمینِ جلسہ کو چاہیئے

کہ وہ صبح کے اس اجلاس کو وقتِ مقررہ پر ختم کریں۔ ساڑھے بارہ بجے اس اجلاس کے ختم ہونے کا وقت مقرر ہے تو ساڑھے بارہ بجے ہی یہ اجلاس ختم ہوگا مَیں نے کچھ زیادہ وقت لے لیا ہے۔ وہ بیچ میں Adjust ایڈجسٹ کریں گے۔ اور اب مَیں رخصت چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے۔ جلسہ کی وجہ سے ظہر اور عصر کی نمازیں یہاں اکٹھی ہوتی ہیں۔ نمازیں پڑھانے کے لئے مَیں تو نہیں آسکوں گا۔ مجھے کچھ کمزوری ہوئی ہے۔ منیر حصنی صاحب ہمارے احمدی دوست عربی بولنے والے علاقوں سے وفد کے طور پر یہاں آئے ہوئے ہیں وہ نمازیں پڑھائیں گے۔ وہ یہاں قصر نہیں کریں گے بلکہ پوری نماز پڑھائیں گے یعنی ظہر اور عصر کی چار چار رکعتیں پڑھائیں گے۔ انشاءاللہ پھر کل ملیں گے۔ دوست بہت دُعائیں کریں کیونکہ یہ دُعاؤں کی قبولیت کے دن ہیں۔ ان کو ضائع نہ کریں۔

اِعلانِ نکاح

مورخہ ۲۵؍اپریل ۱۹۷۶ء کو کیرنگ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر الحاج مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ نے میری بیٹی عزیزہ شاہدہ بانو سلمہا بنت سید فضل الرحمٰن صاحب مرحوم کے نکاح کا اعلان، عزیز ظفر الدین احمد ابن بشیر خان صاحب مرحوم کے ساتھ بعوض ۵۰۵ روپے حق مہر فرمایا۔ اس رشتہ کے دینی و دُنیوی لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسارہ: فاطمہ بیگم خوردہ

وِلادت

مکرم خواجہ محمد عبداللہ صاحب دُکاندار قادیان کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۵؍۵؍۷۶ کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی اور نومولود کے نیک و خادمِ دین بننے کے لئے دُعا فرمائیں —— ایڈیٹر بدر

درخواست ہائے دُعا

(۱) میرا چھوٹا بھائی سید معین احمد اس سال Part II B.A. B.Ed کے امتحان میں شریک ہو رہا ہے تمام احبابِ جماعت سے نمایاں کامیابی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسارہ: عزیزہ بیگم۔ سرونیاگاؤں

(۲) میری چھوٹی بیٹی عزیزہ راشدہ نور نے اس سال میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ نمایاں کامیابی کیلئے احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: محمد عثمان نور چنزاپور (اڑیسہ)

(۳) میرا لڑکا عزیز منیر احمد بی۔ ایس۔ سی۔ فائنل اور ایک لڑکی عزیزہ منتین بیگم ٹیچرز ٹریننگ کے فرسٹ ایر کا امتحان دے رہی ہے۔ ہر دو کی نمایاں کامیابی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار طارق احمد۔

سٹیٹ کے نامور مسلم لیڈر کی صدارت میں

جماعتہائے احمدیہ پونچھ کی تیسری کامیاب سالانہ کانفرنس

جناب ڈپٹی کمشنر صاحب پونچھ نے کانفرنس کا افتتاح فرمایا

مختلف اخبارات اور جموں ریڈیو نے کانفرنس کی خبریں نشر کیں

رپورٹ مرتبہ الحاج مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

کانفرنس کا انتظام و انصرام

گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان نے علاقہ پونچھ کے مبلغ مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس کے سپرد کانفرنس کا انتظام و انصرام فرمایا۔ موصوف نے گرد و پیش کی احمدیہ جماعتوں کے تعاون سے اس کانفرنس کے انعقاد کی تیاری کی۔ اس سال بعض مجبوریوں کی بنا پر کانفرنس کے انعقاد کی تاریخیں ماہ مارچ کی بجائے ۲۵ و ۲۶ اپریل ۱۹۷۶ء مقرر ہوئیں۔ مختلف اخبارات نے اس کانفرنس کے انعقاد کی خبریں شائع کیں۔

مرکزی وفد کی کانفرنس میں شرکت

نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان نے کانفرنس کے تقریری پروگرام کے سلسلہ میں شمولیت کے لئے مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی کی قیادت میں پانچ افراد پر مشتمل وفد مورخہ ۲۲ اپریل کو قادیان سے پونچھ کے لئے روانہ فرمایا جس میں مولانا صاحب موصوف کے ساتھ خاکسار کے علاوہ مدرسہ احمدیہ کے درجہ ثالثہ (آخری کلاس) کے تین طلباء، مظفر احمد صاحب ظفر، محمد مقبول صاحب ملک، اور محمد یوسف صاحب انور شامل تھے۔ یہ وفد اسی روز شام کو جموں پہنچا۔ نماز جمعہ جموں میں ادا کی گئی اور جموں سے ۲۴ کو وفد پونچھ کے لئے بذریعہ بس روانہ ہوا۔ اتفاق سے بارش کی وجہ سے راجوری کے آگے ایک ٹرک کے سڑک میں دھنس جانے کی وجہ سے راستہ مسدود ہو گیا جس سے سارا ٹریفک قریباً پندرہ گھنٹے جام رہا۔ اور وفد کو مجبوراً راستے ہی میں رات گزارنی پڑی۔ صبح کو علم ہوا کہ جس جگہ ہم نے شب بسر کی وہ چارکوٹ کے پہلو میں تھی۔ صبح جوں ہی چارکوٹ کے بعض احباب کو علم ہوا ایک نوجوان (احمدی) ناشتہ لے کر موقعہ پر پہنچے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ ان کی با موقع نیکی کو قبول کرے اور جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ صبح ۱۱ بجے راستہ صاف ہونے کے بعد روانہ ہو کر یہ وفد دوپہر کو پونچھ پہنچا۔ اس خبر سے مطلع ہو کر مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس بذریعہ موٹر سائیکل سُرال کوٹ تک آئے اور وفد سے ملاقات کر کے حالات معلوم کر کے واپس پونچھ تشریف لے گئے۔

وفد کا استقبال

پونچھ کے بس سٹینڈ پر تمام احباب جماعت وفد کے استقبال کے لئے جمع تھے۔ جوں ہی وفد بس سے نیچے اترا تمام احباب جماعت نعرہ ہائے تکبیر اور اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد کے نعرے بلند کئے اور اھلاً و سھلاً و مرحبا کہتے ہوئے وفد کا استقبال کیا۔ ازاں بعد وفد کو لے کر حسب پروگرام جلوس کی شکل میں بس سٹینڈ سے سب روانہ ہوئے۔ بلند آواز اور ترنم سے درود شریف پڑھتے ہوئے گلی کوچوں سے گزرتے ہوئے یہ جلوس احمدیہ مسجد پہنچا۔ جہاں جلسہ کے انعقاد کی تیاری مکمل ہو چکی تھی۔

کانفرنس کا پہلا دن

مورخہ ۲۵ اپریل کو ٹھیک ½۱ بجے احمدیہ مسجد میں جناب میر غلام محمد صاحب ایم ایل اے وائس پریذیڈنٹ کانگریس علاقہ جموں و کشمیر (سابق وزیر مملکت) کی صدارت میں کانفرنس کے پہلے دن کا اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام، مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس نے پڑھ کر سنایا (پیغام کا مکمل متن اسی اشاعت کے صفحہ اول پر ملاحظہ فرمائیں) ازاں بعد ڈپٹی کمشنر پونچھ وجاہت حبیب اللہ صاحب نے کانفرنس کا افتتاح کیا اور افتتاحی خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

"مجھے بہت خوشی ہے کہ امسال پھر یہاں جماعت احمدیہ کی مذہبی کانفرنس کا انعقاد عمل میں آرہا ہے۔ ایسی کانفرنسیں عوام کے لئے بہت مفید ہوتی ہیں کیونکہ اس طرح انہیں مذہبی معلومات حاصل کرنے اور تبادلہ خیال کے مواقع میسر آتے ہیں۔ ہمارا ملک امن پسند ہے جس میں ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے اور ہم اس میں باامن مذہبی رسومات انجام دے سکتے ہیں۔"

موصوف کی تقریر کے بعد صاحب صدر نے حسب پروگرام خاکسار کو تقریر کے لئے بلایا۔ خاکسار نے اسلام اور عالمی مسائل کے حل کے موضوع پر تقریر کی۔ اور اس موضوع کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم مظفر احمد صاحب نے خوش الحانی سے نظم سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ دوسری تقریر امیر وفد مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے فرمائی۔ آپ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے سلسلہ میں اُن علامات کا ذکر فرمایا جو اسلام اور دیگر مذاہب خصوصاً ہندوؤں اور سکھوں کی مقدس کتب میں مذکور ہیں۔ اور بتایا کہ زمانہ پکار پکار کر شہادت پیش کر رہا ہے کہ یہ علامات اسی زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ قرآن مجید کی آیات کے ساتھ ساتھ ہندی و سنسکرت کے شلوک سُن کر غیر مسلم سامعین بہت لطف اندوز ہوئے اور شروع سے آخر تک ہمہ تن گوش ہو کر تقریر سنتے رہے۔ موصوف نے حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کے دعویٰ اور آپ کے ذریعہ پیدا شدہ روحانی انقلاب کا مؤثر پیرایہ میں ذکر کیا اور اپنے مضمون میں متعدد مسائل جو تبلیغی لحاظ سے اہم تھے لطائف و نکات سے مزین کر کے بیان فرمائے۔

صدارتی خطاب

آخر میں صدر محترم نے (جو خود بھی ایک معروف مقرر ہیں) خطاب کرتے ہوئے نہایت سلجھے ہوئے انداز میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی پر اظہار خوشنودی فرمایا اور جماعت نے دنیا بھر میں خدمت اسلام کی جو مہم چلا رکھی ہے اس کے بارہ میں شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ موصوف نے پاکستان اسمبلی کے فیصلہ پر زور دار تنقید فرمائی کہ اسمبلی نے جو اس خدمت اسلام سرانجام دینے والی جماعت کو غیر مسلم قرار دیا ہے انہوں نے اس فیصلہ کے ذریعہ اپنی کم ظرفی کا ثبوت دیا ہے۔ اور اسلام کی ہتک کی ہے۔ موصوف نے ان کے مقابلہ میں اپنے ملک کے آئین سازوں کی تعریف کی جن کی بدولت بھارت کے رہنے والوں کو پُرامن زندگی اور مذہبی آزادی حاصل ہے۔ فرمایا میرے نزدیک بھارت کے آئین ساز یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں۔

موصوف کے حقیقت افروز صدارتی خطاب کے بعد مقامی مبلغ مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس نے ان معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور ہر دو معزز مہمانوں کی خدمت میں احمدیت کا لٹریچر پیش کیا۔ جو دونوں نے بخوشی قبول کیا۔

اس طرح کانفرنس کے پہلے دن کا یہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

کانفرنس کا دوسرا دن

دوسرے دن یعنی مورخہ ۲۶ اپریل کو ٹھیک ½۱۱ بجے الحاج مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی صدارت میں خاکسار کی تلاوت کے ساتھ اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ ازاں بعد مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس نے درثمین اردو سے منتخب اشعار نہایت وجد آفریں انداز میں سنائے۔ نظم کے بعد محترم صدر صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بیان فرمائی۔ افتتاحی خطاب کے بعد مکرم مولوی محمد ایوب صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کے موضوع پر تقریر کی۔ اور متعدد تاریخی واقعات سے اس مضمون کو اچھے رنگ میں پیش کیا۔ دوسری تقریر مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر نے پیشوایان مذاہب کے موضوع پر کی۔ موصوف نے قرآن مجید کی آیات وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۔ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ پیش کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک تشریحات سے اپنے مضمون کو مبرہن کر کے پیش فرمایا۔ اور بتایا کہ یہی اصول مان کر ہر متلاشی حق اپنے سچے خدا اور دائمی صداقت کو پا سکتا ہے۔ اور یہی اصول امن عالم کے قیام کے لئے جڑھ کی حیثیت رکھتا ہے۔

تیسری تقریر مبلغ مقامی مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس نے کی۔ عنوان تھا ظہور مہدی اور سکھ مذہب۔ آپ نے سکھ مذہب کی کتب سے متعدد حوالہ جات جو ایک مصلح کی آمد سے متعلق تھے پیش کر کے اپنے مضمون کو دلچسپ انداز سے بیان کیا۔

چوتھی تقریر خاکسار کی تھی۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر سے

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

اپنے گزشتہ مضمون کے بقیہ پہلوؤں کو بیان کیا۔ اور متعدد مسائل کا اسلام اور احمدیت نے جو شاندار حل بیان فرمایا ہے اسے ہدیہ سامعین کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر پر اپنی تقریر ختم کی

مرہم عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا
میری مرہم سے شفا پائے گا ہر ملک و دیار

صدارتی تقریر

آخری تقریر صدر محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب

فاضل دہلوی نے فرمائی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بعثت کی غرض و غایت۔ صداقت احمدیت۔ اور احمدیت کے پیغام کو جا بجا مختلف مذاہب کی مقدس کتب کے حوالہ جات سے مزیّن کر کے ہر مکتبِ خیال کے سامعین کی روحانی ضیافت فرمائی۔ جلسہ کے اختتام پر مبلّغ مقامی مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس نے تمام حاضرین۔ معاونین۔ گورنمنٹ کے عہدیداران خصوصًا میر غلام محمد صاحب اور ڈپٹی کمشنر صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے بتایا کہ مکرم میر غلام محمد صاحب نے اپنے دورہ کو منسوخ کر کے اِس کانفرنس میں شرکت فرمائی ہے۔ ہم اُن کے تہِ دل سے ممنون ہیں۔

اس کانفرنس میں علاقہ پونچھ و راجوری کی حسب ذیل جماعتوں کے احباب کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔

جماعتِ احمدیہ شین مرہ۔ سلواہ۔ گرسائی۔ پٹھاناں تیر۔ من کوٹ۔ چارکوٹ۔ کالابن۔ لوہارکا۔ بڑھانوں۔ اور نوناباندی۔ اور کانفرنس کو کامیاب کیا۔

لوکل طور پر پونچھ کے علماء کرام نے مخالفت کا بھی حق ادا کیا۔ اور جامع مسجد میں باقاعدہ یہ اعلان کیا کہ کوئی مسلمان احمدیوں کی کانفرنس میں نہ شرکت کرے اور نہ ہی کسی قسم کا تعاون کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پروپیگنڈے کے باوجود مسلمانوں کے شریف طبقہ نے ہماری کانفرنس میں بڑی مدد کی۔ سامان دیا۔ کانفرنس کے لئے دریاں اور قیمتی قالین عنایت کئے۔ اور کانفرنس کے پروگرام میں بھی شریک ہوئے اور میر غلام محمد صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں نہ صرف ان کے ممنون بلکہ پاکستان کے فتاوٰی کو ناپسند کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ احمدیہ جماعت مسلمان ہے۔ جو اسلام کی اشاعت کر رہی ہے۔ اور اسلام کے ارکان پر عمل کر رہی ہے انہیں دیکھتے ہوئے مجھے اپنے عمل کو دیکھتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوئے ہچکچاہٹ ہوتی ہے۔ جس پر چوہدری نذیر محمد صاحب پریذیڈنٹ کانگرس کمیٹی پونچھ نے بلند آواز سے موصوف کی تقریر کی تائید کی۔

اس کانفرنس کے انعقاد کا تذکرہ ریڈیو جموں کشمیر سے بھی کیا گیا اور مختلف اخبارات پنجاب نے بھی اس کانفرنس کا اچھے رنگ میں ذکر کیا۔

اس کانفرنس کو کامیاب کرنے میں مکرم میر منیر حسین صاحب کے خاندان کا بھی بہت حصہ ہے۔ بالخصوص جہانگیر صاحب۔ میر تاج حسین

(بقیہ ملاحظہ کیجئے صفحہ ۔۔ پر)

منقولات

عراق کے مشہور کہنہ مشق ادیب اور صحافی الاستاذ علی الخیاط آفندی کے قلم سے

جماعتِ احمدیہ کی مخالفت اور استعماری طاقتیں

گذشتہ دنوں بعض اخبارات نے قادیانی جماعت کے خلاف پے در پے ایسی صورت میں نکتہ چینی کی ہے۔ کہ جس کی طرف انسان کو توجہ کرنی پڑتی ہے۔ قادیانیت کیا ہے؟ اور اخبارات میں اس کے متعلق اِس طرح نکتہ چینی کرنے کی کیا وجہ ہے۔؟

قادیانیوں اور اُن کے مخالفین کے درمیان ایک مشکل درپیش ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ اتہامات جو قادیانیوں پر لگائے گئے ہیں۔ وہ دُرست ہیں یا غلط ہیں۔ قادیانی لوگ اپنے آپ کو جماعت احمدیّہ کہتے ہیں۔ وہ میرزا غلام احمد صاحب کے پیرو ہونے کے مُدّعی ہیں۔ جو ہندوستان میں۔ قادیان کی بستی میں رہتے تھے۔ اور جنہیں اُن کے دعوؤں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھیجا تھا۔ کہ دینِ اسلام کو مستحکم کریں۔ قادیانی انہیں وہی مہدیٔ موعود اور مسیح معہود سمجھتے تھے۔ جن کے آخری زمانے میں آنے کے متعلق مذہبی کتابوں میں پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ قادیانی اسلام کے احکام پر عمل پیرا ہیں۔ اور اسلام کے لئے غیرت رکھتے ہیں۔ اور وہ حنفی مذہب کی پیروی کرتے ہیں۔

احمدیوں کے مخالف انہیں قادیانی کہہ کر پکارتے ہیں۔ اور اُن کے ظاہری طور پر اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے اور شریعت کے مطابق دینی فرائض ادا کرنے کے باوجود انہیں مُرتد قرار دیتے ہیں۔

آج سے ستّر سال قبل

احمدیت یا قادیانیت کوئی آج نئی پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ تقریبًا ستّر سال پہلے ہندوستان کے شہر قادیان میں اس کی بنیاد رکھی گئی۔ اور جو لوگ اس طریق کو درست سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے عقیدے کے مطابق اس کی پیروی کی۔ ہمارے نزدیک خواہ یہ طریقہ درست ہو خواہ باطل ہو۔ خواہ یہ لوگ مسلمان ہوں یا اسلام سے خارج ہوں۔ بہرحال اخبارات کے لئے کوئی معقول وجہ اس امر کی نہیں ہے کہ وہ اس نازک وقت میں جبکہ مسلمانوں کو چاروں طرف سے خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے اتحاد اور یکجہتی کی ضرورت ہے۔ اس طرز پر قادیانیت کو اپنی تنقید کا ہدف بنائیں۔

شاید قارئین کو تعجب ہوگا۔ کہ جب انہیں معلوم ہوگا۔ کہ ہمارے عراق میں اس کے صرف اٹھارہ خاندان بستے ہیں۔ نو خاندان بغداد میں۔ چار بصرہ میں۔ چار صبانیہ میں اور ایک خاندان خانقین میں۔ اور سب لوگ ہندوستان سے عراق تجارت کی نیت سے آئے تھے۔ بعض نے اُن میں سے عراقی قومیت کے سرٹیفکیٹ حاصل کر لئے ہیں۔ اور بعض اپنی ہندوستانی قومیت پر قائم رہے جسے انہوں نے ہندوستان کی تقسیم کے بعد پاکستانی قومیت میں تبدیل کر لیا۔ عراق میں اتنے عرصہ سے رہنے کے باوجود انہوں نے کسی عراقی شخص کو اپنی جماعت میں داخل نہیں کیا۔ اُن کا کوئی معبد نہیں ہے۔ اور نہ ہی اُن کے کوئی خاص مذہبی اجتماعات ہیں۔ ان کی ساری جدوجہد بعض اخبارات اور ایسے ٹریکٹ تقسیم کرنے پر منحصر ہے۔ جن میں غلبہ اسلام کے متعلق دلائل دیئے گئے ہیں یا فلسطین اور بعض اسلامی حکومتوں کے دفاع پر گفتگو کی گئی ہے۔

اِس قدر نکتہ چینی کیوں

اِس جگہ پر پڑھنے والوں کے دل میں خیال پیدا ہوگا۔ کہ جب یہ واقعہ ہے۔ تو اخبارات میں قادیانیت پر اِس طرح نکتہ چینی کرنے اور اسی پر مٹنے کی کیا وجہ ہے۔؟

حقیقت یہ ہے کہ اس کا صرف ایک سبب ہے۔ اور وہ یہ کہ استعماری طاقتیں مسلمانوں میں تفرقہ اور شقاق پیدا کرنے کے لئے خاص کوشش کر رہی ہیں۔ اور وہ انہیں اپنی انگلیوں پر نچانا چاہتی ہیں۔ کیونکہ مسلمان ابھی تک اس انتظار میں ہیں کہ وہ یومِ موعود کب آتا ہے۔ کہ جب وہ دوبارہ بلادِ مقدسہ کو یہودیت کی لعنت سے پاک کرنے کے لئے متحدہ قدم اُٹھائیں گے۔ اور فلسطین اس کے جائز اور شرعی حقداروں کو مل سکے گا۔

استعماری طاقتیں ڈرتی ہیں کہ کہیں عربوں کا یہ خواب پُورا نہ ہو جائے اور اسرائیلی سلطنت صفحۂ ہستی سے مٹ نہ جائے۔ جس کے قائم کرنے کے لئے انہوں نے بڑی بڑی مشکلات برداشت کی ہیں۔ اس لئے یہ غیر ملکی حکومتیں ہمیشہ کوشش کرتی ہیں کہ مسلمانوں میں مختلف نعرے لگا کر منافرت پیدا کی جائے۔ اور بعض ذریعے احمدیوں کی تکفیر اور اُن پر نکتہ چینی کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ یہاں تک کہ اس طریق سے حکومت پاکستان اور بعض ان عرب حکومتوں میں بھی اختلاف پیدا ہو جائے جن کے اخبارات پاکستان کے وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں (احمدی کو) کافر قرار دیتے ہیں۔ غالبًا بہت سے پڑھنے والوں کو یاد ہوگا۔ کہ کچھ عرصہ قبل پاکستان کی بعض جماعتوں نے اس امر کی کوشش کی تھی۔ کہ مسلمان حکومتوں کا ایک اسلامی بلاک قائم کیا جائے تاکہ اُن کی ہستی اور اُن کی آزادی قائم رہے۔ اور اُن کی بیرونی سیاست ایک نہج پر چلے۔ مگر یہ کوششیں بعض دوسری مسلمان جماعتوں کی مخالفت کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکیں۔ اس تجویز کی ناکامی کے اسباب میں درحقیقت بڑا سبب مسئلہ تکفیر ہے۔ جو بعض انتہاپسند مولویوں کے ہاتھ میں استعماری طاقتوں نے دیا تھا۔ تاکہ وہ اس تجویز کے محرکین کو قادیانی اور اسلام سے خارج کہہ کر اس کو ناکام بنانے کی کوشش کریں۔

صرف ظن اور گمان نہیں

شاید کسی شخص کو یہ خیال پیدا ہو۔ کہ میرا اس معاملہ میں استعماری طاقتوں کو دخل انداز قرار دینا صرف ظن اور گمان ہے۔ مگر میں قارئین کرام کو پورے یقین کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ مجھے اس امر کی پوری پوری اطلاع ہے۔ کہ درحقیقت یہ سب کارروائی استعماری طاقتیں کروا رہی ہیں۔ کیونکہ فلسطین کی گذشتہ جنگ کے ایام میں ۱۹۴۸ء میں استعماری طاقتوں نے خود مجھ کو آلۂ کار بنانے کی کوشش کی تھی ان دنوں میں ایک ظرافتی پرچہ کا ایڈیٹر تھا۔ اور اُس کا انداز حکومت کے خلاف نکتہ چینی کا انداز تھا چنانچہ انہی دنوں مجھے ایک غیر ملکی حکومت کے ذمّہ دار نمایندے مقیم بغداد نے ملاقات کے لئے بُلایا۔ اور کچھ چاپلوسی اور میرے اندازِ نکتہ چینی کرنے کے بعد مجھے کہا کہ

آپ اپنے اخبار میں قادیانی جماعت کے خلاف زیادہ سے زیادہ دل آزار طریق پر نکتہ چینی جاری کریں۔ کیونکہ یہ جماعت دین سے خارج ہے۔

میں نے جواب دیا کہ — مجھے اس جماعت اور اس کے عقائد کا کچھ پتہ نہیں۔ میں اُن پر کس طرح نکتہ چینی کر سکتا ہوں؟ — اس نمایندے نے مجھے بعض ایسی کتابیں دیں جن میں قادیانی عقائد پر بحث کی گئی تھی۔ اور اُس نے مجھے بعض مضامین بھی دئے تاکہ وہ مجھے مقالہ لکھنے میں فائدہ دیں۔ چنانچہ ان کتابوں کے مطالعہ سے مجھے اس جماعت کے بعض عقائد کا علم ہوا۔ لیکن میں نے ان میں کوئی ایسی

قسط دوم

نتیجہ امتحان ناصرات الاحمدیہ بھارت ۱۹۷۵ء

معیار اوّل - دوم - سوئم

زیر انتظام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

ناصرات الاحمدیہ قادیان

معیار سوئم A گروپ

نمبر شمار	نام		نمبر حاصل کردہ
۱	عزیزہ طلعت راشدہ	دوم	۴۹
۲	〃 راشدہ پروین		۴۷
۳	〃 عزیزہ مبارکہ	سوم	۴۸
۴	〃 سعیدہ بیگم پونچھی	دوم	۴۹
۵	〃 امۃ الوحید		۴۲
۶	〃 مظفر نسیمہ		۴۶
۷	〃 عطیہ بیگم		۴۰
۸	〃 امۃ النجیب		۴۶
۹	〃 مظفر نجمہ		۴۷
۱۰	〃 امۃ الحی		۴۰
۱۱	〃 بشریٰ بیگم منگلی		۴۶
۱۲	〃 طاہرہ صدیقہ ملک		۴۶
۱۳	〃 شاہدہ بیگم		۲۴
۱۴	〃 طاہرہ بشریٰ		۴۴
۱۵	〃 امۃ الشکور		۲۹
۱۶	〃 مبشرہ شوکت	دوم	۴۹
۱۷	〃 شوکت منورہ	دوم	۴۹
۱۸	〃 امۃ الہادی	سوم	۴۸
۱۹	〃 نور النساء		۴۴
۲۰	〃 رضیہ بیگم پونچھی	اوّل	۵۰
۲۱	〃 امۃ الباری	اوّل	۵۰
۲۲	〃 راشدہ پروین عارف		۴۶
۲۳	〃 امۃ النصیر بشریٰ		۴۵
۲۴	〃 طاہرہ شوکت	اوّل	۵۰
۲۵	〃 طیبہ مبارکہ	اوّل	۵۰
۲۶	〃 جمیلہ بیگم		۴۳
۲۷	〃 طلعت بشریٰ	سوئم	۴۸
۲۸	〃 نکہت یاسمین		۲۱
۲۹	〃 آنسہ بیگم		۳۷
۳۰	〃 سلمہ مبارکہ	سوم	۴۸
۳۱	〃 امۃ الرزاق		۴۴
۳۲	〃 مبارکہ طیبہ	دوم	۴۹
۳۳	〃 امۃ الباسط		۳۸
۳۴	〃 منصورہ بیگم		۳۴

معیار سوئم B گروپ

۱	عزیزہ امۃ العزیز بشریٰ	سوئم	۴۲
۲	〃 امۃ السلام ننگلی		۳۳
۳	〃 فریدہ بیگم	دوم	۴۶
۴	〃 رضیہ بانو		۳۷
۵	〃 امۃ الرشید پونچھی	اوّل	۴۷
۶	〃 بشریٰ پروین رشید		۳۶
۷	〃 بشریٰ بیگم بدوہ		۲۷

نمبر شمار	نام		نمبر حاصل کردہ
۸	عزیزہ امۃ الباسط	دوم	۴۶
۹	〃 مبارکہ بیگم		۳۵
۱۰	〃 روبینا شاہین		۳۳
۱۱	〃 فہیمہ مبارکہ	دوم	۴۶
۱۲	〃 امۃ السلام طاہرہ		۳۶
۱۳	〃 امۃ الرؤف		۲۶

شیموگہ - معیار سوئم A گروپ

۱	عزیزہ زرینہ بیگم	سوم	۴۳
۲	〃 یاسمین امۃ القدوس	دوم	۴۴
۳	〃 خدیجۃ الکبریٰ	اوّل	۴۵
۴	〃 مشتری بیگم		۳۸
۵	〃 فضل النساء		۴۰
۶	〃 سیدہ بیگم		[illegible]
۷	〃 امۃ السمیع		[illegible]
۸	〃 مقصودہ بیگم		۴۱
۹	〃 امۃ العلیم	سوم	۴۳

معیار سوئم B گروپ

۱	عزیزہ جبین تاج	اوّل	۴۲
۲	〃 ظفر النساء	سوم	۳۸
۳	〃 سیدہ مبارکہ بیگم	اوّل	۴۲
۴	〃 بشریٰ صدیقہ	دوم	۳۹
۵	〃 بی بی ہاجرہ		۳۰
۶	〃 نصرت بیگم		۳۷
۷	〃 امۃ البصیر	سوم	۳۸

سکندر آباد

۱	عزیزہ عظمت فرزانہ	اوّل	۳۸
۲	〃 تنویر		۲۰
۳	〃 عطیہ محمود	دوم	۳۷
۴	〃 انیسہ	سوم	۳۵

یادگیر

۱	عزیزہ مریم صدیقہ	اوّل	۴۸
۲	〃 رضیہ عبدالرشید	سوم	۴۰
۳	〃 کوثر جہاں	دوم	۴۳
۴	〃 قدوس بشیر احمد		۳۹
۵	〃 رشیدہ عبدالحسن		۳۵
۶	〃 بدرہ ظفر اللہ		۳۲
۷	〃 زلیخا بشیر احمد		۳۰
۸	〃 نصرت 〃 〃		۲۵
۹	〃 صالحہ عبدالرقیب		۲۹
۱۰	〃 قمر عبدالستار		۲۶
۱۱	〃 سراج النساء		۲۳
۱۲	〃 شاہ جہاں		۳۵

کچھ اور بھی

میں جن دنوں اس سفارت خانے میں جایا کرتا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ میں اکیلا ہی اس کام کے لئے مقرر نہیں کیا جا رہا بلکہ کچھ اور لوگوں کو بھی اس میں شریک کیا جا رہا ہے۔ پھر مجھے پتہ لگا کہ اس کام کے کرنے سے صرف میں نے ہی انکار نہیں کیا۔ بلکہ بعض دوسرے لوگوں نے بھی استعماری آلۂ کار بننے سے انکار کر دیا تھا۔

یہ اُن دنوں کی بات ہے جب ۱۹۴۸ء میں ارض مقدس کا ایک حصہ کاٹ کر صیہونی حکومت کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ اسرائیلی سلطنت قائم ہوئی تھی۔ اور میرا خیال ہے کہ مذکورہ بالا سفارت خانے کا یہ اقدام درحقیقت اُن دو ٹریکٹوں کا عملی جواب تھا۔ جو تقسیم فلسطین کے موقع پر اسی سال جماعت احمدیہ نے شائع کئے تھے۔ ایک ٹریکٹ کا عنوان "ھیئۃ الامم المتحدۃ و قرار تقسیم فلسطین" تھا جس میں مغربی استعماری طاقتوں اور صیہونیوں کی اِن سازشوں کا انکشاف کیا گیا تھا۔ جن میں فلسطینی بندرگاہوں کے یہودیوں کے سپرد کر دینے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ دوسرا ٹریکٹ "الکفر ملۃ واحدۃ" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ جس میں مسلمانوں کو کامل اتحاد اور اتفاق رکھنے کی ترغیب دی گئی تھی۔

یہ وہ واقعہ ہے۔ جس کا مجھے ان دنوں ذاتی طور پر علم ہوا تھا۔ اور مجھے پورا یقین ہے کہ جب تک

احمدی لوگ مسلمانوں کی جماعت میں اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے

بات نہ دیکھی۔ جس سے میرے عقائد کے مطابق انہیں "کافر" قرار دیا جاسکے۔ اس استعماری نمائندے سے چند ملاقاتوں کے بعد میں نے اس کام کے کرنے سے معذرت پیش کر دی اور کہا کہ

میرے عقیدے کے مطابق یہ طریق اس وقت اسلامی فرقوں میں اختلاف و انشقاق بڑھانے والا ہے۔

اس شخص نے مجھ سے کہا کہ قادیانی تو مسلمان بھی نہیں۔ اور ہندوستان کے تمام فرقوں کے علماء انہیں کافر قرار دے چکے ہیں۔

میں نے اس سے کہا کہ ہندوستانی علماء کے اقوال قرآن مجید کی اس آیت کے معاملہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا"

کہ جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے۔ اُس کو کافر مت کہو۔

میرا اتنا کہنا تھا کہ وہ شخص غضب ناک ہو گیا اور کہنے لگا۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی پراپیگنڈے نے تمہارے دل پر بھی اثر کر دیا ہے۔ اور تو قادیانی بن گیا ہے۔ اور اسلام سے خارج ہو گیا ہے۔ اسی لئے تو اُن کی طرف سے جواب دے رہا ہے ۔۔ میں نے مذاق کرتے ہوئے کہا کہ جناب یقین مانیں کہ

میں اتنے لمبے عرصہ سے مسلمان کہلانے اور مسلمانوں میں رہنے کے باوجود یہ دعویٰ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا کہ میں صحیح معنوں میں مسلمان ہوں تو کیا قادیانیت کے متعلق چند کتب کا مطالعہ مجھے قادیانی بنا سکتا ہے؟

اور جب تک وہ ان ذرائع کو اختیار کرنے کے لئے کوشاں رہیں گے۔ جن سے استعماری طاقتوں کی پیدا کردہ حکومت اسرائیل کو ختم کرنے میں مدد مل سکے۔ تب تک استعماری طاقتیں بعض لوگوں اور بعض فرقوں کو اس بات پر آمادہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گی کہ وہ احمدیوں کے خلاف اس قسم کی نفرت انگیزی اور نکتہ چینی کرتے رہیں۔ تاکہ مسلمانوں میں اتحاد نہ ہو سکے۔

("اخبار الانبار بغداد ۱۲ ستمبر ۱۹۵۶ء) (بحوالہ ہفت روزہ لاہور ۲۷ء ۱۹)

رپورٹ پونچھ بقیہ صفحہ ۹

صاحب میر بشیر حسین صاحب نے کانفرنس کے دعوتی کارڈ کی تقسیم اور کالج کے طلباء کو کانفرنس میں شمولیت کے لئے تحریک کی اور جب یہ معلوم ہوا کہ تبلیغی وفد رستہ بند ہونے کی وجہ سے وقت پر پونچھ نہیں پہنچ سکا تو شری دین کمار گیتا مکرم حمید الدین صاحب شمس انچارج مبلغ کے پاس آئے اور بڑے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر مجھے اس امر کے بارہ میں پہلے سے اطلاع دی جاتی تو میں خود اپنے موٹر سائیکل پر باری باری وفد کے ممبران کو پونچھ لے آتا۔ چنانچہ صبح ہی صاحب مولوی حمید الدین صاحب کو لے کر سرن کوٹ تک گئے۔ اِن کی ہمدردی کے ہم بے حد شکر گذار ہیں۔

دُعا ہے کہ مولا کریم اس کانفرنس کے نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

درخواست دُعا

خاکسار کے ہمزلف مکرم محمد عبد الرشید صاحب آف لندن تحریر کرتے ہیں کہ ان کا ریسٹورانٹ ۲۴ فروری کی درمیانی شب کو اچانک آگ لگنے سے جل گیا۔ جس کی وجہ سے انہیں کافی نقصان ہوا۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی تلافی فرمائے اور پریشانی کو دُور کرے۔ خاکسار۔ بی۔ ایم داؤد احمد منیر قاتل صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

۱۳- عزیزہ نصیرہ بیگم ۲۴
۱۴- " نسیمہ بیگم ۲۲
۱۵- " امۃ العلیم ۲۵
۱۶- " عائشہ فیض (دوم) ۴۳
۱۷- " عائشہ عبدالحی ۳۹

ناصرات الاحمدیہ حیدرآباد

معیار سوم (کل نمبر ۵۰)

۱- عزیزہ طیبہ صدیقہ (سوم) ۴۴
۲- " مبشرہ پروین (سوم) ۴۴
۳- " امۃ النصیر (دوم) ۴۶
۴- " فوزیہ سلطانہ ۲۳
۵- " نصرت الدین (اوّل) ۵۰

۶- عزیزہ شوکت ۲۰
۷- " سیدہ قدسیہ ۱۷
۸- " رئیسہ ۳۰
۹- " نفیسہ ۲۳
۱۰- " قانتہ ۲۸

بنگلور

۱- عزیزہ رابعہ بصری (اوّل) ۴۶
۲- " مریم صدیقہ (دوم) ۴۲
۳- " منورہ سلطانہ (دوم) ۴۲
۴- " شمیم (سوم) ۲۵
۵- " نسرین ۲۲
۶- " ماہ جبین ۱۸

آپ کا چندہ اخبار بدر ختم ہے

مندرجہ ذیل خریدارانِ اخبار بدر کا چندہ اخبار بدر آئندہ ماہ کی کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ بذریعہ اخبار بدر بطور یاد دہانی آپ کی خدمت میں تحریر ہے کہ اپنے ذمہ کا چندہ بدر اپنی پہلی فرصت میں ادا کریں تاکہ آئندہ آپ کے نام پرچہ جاری رہ سکے۔ (منیجر اخبار بدر قادیان)

خریداری نمبر	اسماء خریداران	خریداری نمبر	اسماء خریداران
۱۰۱۲	مکرم اے۔ ایچ محمود صاحب۔	۱۴۲۲	مکرم عبدالسلام صاحب۔
۱۰۲۵	" قریشی محمد یوسف صاحب	۱۴۲۵	" نثار احمد صاحب۔
۱۰۶۷	" شیخ غلام ہادی اینڈ سنز	۱۵۵۶	" ایس۔ اے منیر صاحب۔
۱۰۷۶	" ڈاکٹر غلام احمد صاحب۔	۱۶۶۱	" شیخ میراں محی الدین صاحب۔
۱۰۸۵	" رشید احمد خان صاحب	۱۶۱۷ F	" عبدالسلام صاحب۔
۱۱۴۵	" سید ابوصالح صاحب۔	۱۶۱۸ F	" عبدالسلام صاحب۔
۱۱۹۹	" محمد تقی صاحب۔	۱۶۷۱	" علی احمد صاحب۔
۱۲۰۶	" محمد شفیع صاحب۔	۱۶۸۱	" خواجہ عبدالعزیز صاحب۔
۱۲۵۲	" شیخ علی احمد صاحب۔	۱۶۹۶	" صلاح الدین فاضل صاحب۔
۱۲۵۵	" سی۔ پی۔ علی کُٹی صاحب۔	۱۶۹۹	" سید ناصر احمد صاحب۔
۱۲۷۳	" ڈاکٹر شمیم احمد صاحب۔	۱۷۰۲	" گیانی پریم سنگھ صاحب۔
۱۲۹۵	" عبدالقیوم صاحب۔	۱۷۱۴	محترمہ منیرہ بیگم صاحبہ۔
۱۳۱۷	" محمد اقبال صاحب۔	۱۷۳۲	مکرم بشیر احمد صاحب۔
۱۳۷۹	" سید وثیق الدین احمد صاحب۔	۱۷۳۴	" حبیب الرحمٰن صاحب
۱۳۸۱	" جی۔ اے۔ عبید صاحب۔	۱۷۷۹	" ایڈیٹر صاحب "بھیم پترکا"

حَکَم و عَدل کا نزول ــ بقیہ اداریہ صفحہ ۲

اور ہر ایسے موقع پر باریک بین نگاہیں بھی مشاہدہ کر لیا کرتی ہیں۔ اور اس کے باوجود جو کوئی عالم امام وقت سے ہٹ کر کسی سٹیج پر آتا ہے تو اُسے اُسی قسم کے تاثرات کا نشانہ بننا پڑتا ہے جس قسم کے تاثرات کا اظہار لندن کی اسلامی کانفرنس میں اسلام کی نمائندگی کرنے والوں کی نسبت ہُوا ــ !!

اس لئے ہم بڑے ہی ادب واحترام اور محبت و اُلفت کے ساتھ برادرانِ اسلام سے درخواست کریں گے کہ ان تلخ تجربات پر ٹھنڈے دل سے غور و فکر کریں۔ اور اس آسمانی نعمت کو شکرانے میں عجلت بازی سے کام نہ لیں جو صدرِ اسلام کی طرح ہمارے اس زمانہ میں مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کو ختم کرکے اُن کے فروعی اختلافات کو دُور کرنے کے لئے امام مہدی اور مسیح موعود کے ظہور سے عطا ہوئی ہے۔

اسی برگزیدہ وجود کو مبارک آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حَکَم وعَدل بنایا گیا ہے۔ انانیت کو چھوڑ کر اس کا فیصلہ سمجھنے کی کوشش کریں اور ہر قسم کے فروعی اختلافات کو ختم کرکے خدمت و اشاعتِ دین کے لئے پورے طور پر ایسے اتحاد و اتفاق کا نمونہ دکھائیں جس کی سورۃ آلِ عمران کی مذکورہ آیات میں تلقین کی گئی ہے۔ اور پھر اُن عظیم برکتوں اور افضالِ الٰہیہ کا مشاہدہ کریں جو آپ کے اپنے نفوس و اموال اور متعلقین کو حاصل ہوں گی ــ !!

وفقنا اللہ وایّاکم بما یحب ویرضیٰ !!

خریداری نمبر	اسماء خریداران	خریداری نمبر	اسماء خریداران
۱۹۸۵	لائبریری گورنمنٹ ڈگری کالج۔	۲۵۴۴	مکرم ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب
۲۱۰۱	مکرم ڈلار محمد صاحب۔	۲۵۸۰	" دین میڈیکل کالج۔
۲۱۱۷	" آزاد خان صاحب۔	۲۵۸۱	ڈسٹرکٹ سنٹرل لائبریری۔
۲۲۵۰	" سید جلال الدین شاہ صاحب	۲۵۸۲	میونسپل فری ریڈنگ روم۔
۲۳۱۶ F	" محمد حنیف صاحب۔	۲۵۸۳	ویلفیئر آفیسر
۲۳۲۴	" آدم خان صاحب۔	۲۵۸۴	سنٹرل لائبریری۔
۲۳۳۴	" بابو تاج الدین صاحب۔	۲۵۸۵	ریڈنگ روم ٹاؤن میونسپلٹی
۲۳۴۴ F	" خواجہ احمد صاحب۔	۲۵۸۶	مکرم چوہدری عبدالحفیظ صاحب۔
۲۳۴۷	" ڈاکٹر عبدالحمید صاحب۔	۲۵۹۴	" آدم خان صاحب۔
۲۳۵۸	" عبدالستار صاحب۔	۲۵۹۸	" محمد منیر الدین صاحب قریشی۔
۲۳۷۰	" فقیر چند صاحب۔	۲۶۰۰	" سید مبشر احمد صاحب۔
۲۵۲۸ F	" سید مبشر احمد صاحب۔	۲۸۰۰	محترمہ شیریں امۃ الباسط صاحبہ

درخواستِ دعا

مکرم محمد یامین ندیم صاحب لندن صدقہ اور درویش فنڈ میں مولہ پونڈ کی رقم بھجواتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ اُن کے فرزند کرم ایوب ندیم صاحب کے بچے اکثر بیمار رہتے ہیں۔ ان بچوں کی صحت و سلامتی اور کاروبار میں برکت کے لئے جملہ احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا ہر طرح حافظ و ناصر رہے آمین ؛ (ناظر بیت المال آمد قادیان)

سینگوں اور گھاس سے تیار کردہ دل آویز مصنوعات

۱۔ سینگ اور لکڑی سے تیار کردہ پرندوں اور جانوروں کی دلآویز شکلیں۔
۲۔ گھاس سے تیار کردہ منارۃ المسیح۔ مسجد اقصیٰ۔ مختلف مناظر۔ دُنیا بھر کی مساجد احمدیہ اور مشن ہاؤسز کی تصاویر جو تبلیغی فوائد رکھتی ہیں۔
۳۔ عید مبارک کے کارڈ اور دیگر تصاویر۔

خط و کتابت کا پتہ

THE KERALA HORNS EMPORIUM,
T.C. 38/1582, MANACAUD,
TRIVANDRUM (KERALA)
PIN. 695009.

PHONE NO. 2351.
P.B. NO. 128.
CABLE :-
"CRESCENT"

ہر قسم اور ہر ماڈل

کے موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹروں کی خرید و فروخت اور تبادلہ کیلئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے!

آٹو ونگس

AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD.
C.I.T. COLONY,
MADRAS -- 600004.
PHONE NO. 76360.

احمدیہ صوبائی کانفرنس اترپردیش آگرہ

مورخہ ۶ - ۷ - ۸ جون ۱۹۷۶ء بروز اتوار - پیر - منگل

امسال آگرہ شہر میں جماعت ہائے احمدیہ اترپردیش کی دسویں عظیم الشان سالانہ صوبائی کانفرنس کا انعقاد ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں جماعت احمدیہ کے علماء روحانی و علمی مضامین پر تقاریر فرمائیں گے۔

احباب کرام اس کانفرنس میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت اور ہر ممکن تعاون کرنے کی درخواست ہے۔

خاکسار: حمید اللہ خان سیکرٹری برائے صوبائی کانفرنس اترپردیش۔

پتہ: احسان منزل - انصاریاں اسٹریٹ
سہارنپور - (یو-پی) پن ۲۴۷۰۰۱

آل کشمیر احمدیہ مسلم کانفرنس بمقام ناصر آباد

بتاریخ ۷ - ۸ اگست ۱۹۷۶ء بروز ہفتہ و اتوار

وادی کشمیر کی جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ صوبائی نمائندگان نے امسال سالانہ کانفرنس کے لئے ناصر آباد (کولگام) کا تعین کیا ہے۔ لہذا مندرجہ تاریخوں پر ہماری یہ کانفرنس انشاء اللہ العزیز ناصر آباد میں منعقد ہوگی۔ احباب کی آگاہی کیلئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ ممبران کے اتفاق سے محترم مبارک احمد صاحب ظفر صدر جماعت احمدیہ کو صدر مجلس استقبالیہ اور محترم محمد عبد اللہ صاحب ڈار صدر جماعت احمدیہ شورت کو نائب صدر مجلس استقبالیہ منتخب کیا گیا ہے۔ احباب ضروری امور سے متعلق ہر دو عہدیداران سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہماری اس کانفرنس کو کامیاب کرے۔ آمین ٭

خاکسار: - غلام نبی نیاز خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ سرینگر۔

نیا مالی سال مبارک ہو

یکم مئی سے ہمارا نیا مالی سال شروع ہو چکا ہے۔ نظارت ہذا جماعت کے تمام افراد کی خدمت میں پُرخلوص مبارکباد پیش کرتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے تمام افراد کو قربانی کے اعلیٰ مقام پر قائم فرمائے۔ اور تمام بھائی اور بہنیں جنہیں کسی بھی قسم کی آمد تجارت یا مزدوری سے ہو رہی ہے۔ وہ اپنی اپنی آمدنی کے مطابق اشاعت اسلام کے لئے اپنے چندے باقاعدگی کے ساتھ ادا کریں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

قافلہ جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۷۶ء

قافلہ جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۷۶ء کی منظوری کے لئے نظارت ہذا کی طرف سے مناسب وقت پر کارروائی شروع کر دی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس مبارک اجتماع میں شمولیت کے خواہشمند احباب اپنا پاسپورٹ بنوانے کے لئے ابھی سے کارروائی شروع کر دیں۔ جس میں پاکستان کا بھی اندراج ہو، تاکہ قافلہ کی منظوری ملنے پر صرف ویزا حاصل کرنے کی کارروائی کی جائے۔ اس طرح احباب جماعت کو سہولت رہے گی۔ پاسپورٹ بنوانے کی کارروائی ابھی سے شروع کرنی اس لئے ضروری ہے کہ اس کارروائی میں کافی وقت صرف ہوتا ہے ٭

ناظر امور عامہ قادیان

ڈاکٹر صاحبان کے اخراجات سفر مرکز ادا کریگا!

نظارت ہذا کی طرف سے قبل ازیں اخبار بدر میں بھارت میں مقیم ایم بی بی ایس ڈاکٹر صاحبان کی توجہ کے لئے ایک ضروری اعلان شائع کیا گیا ہے۔ اس اعلان میں ایک ضروری بات پہلے درج کرنے سے رہ گئی ہے۔ وہ یہ کہ مغربی افریقہ میں مرکز کی ہدایت کے تحت کم از کم تین سال تک خدمت بجا لانے والے ڈاکٹر صاحبان اور اُن کے بیوی بچوں کے اخراجات سفر مرکز کی طرف سے ادا کئے جائیں گے۔ (اگر وہ اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لے جانا چاہیں گے) لہذا اس خدمت کے لئے خواہشمند ڈاکٹر صاحبان اپنی درخواستیں مع ضروری کوائف اور سابقہ تجربہ وغیرہ کی تفصیل (INDUPLICATE) انگریزی میں ٹائپ کر کے اپنی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی تصدیق اور سفارش کے ساتھ جلد از جلد نظارت ہذا میں بھجوا دیں ٭

ناظر امور عامہ قادیان

سوانح حضرت میاں محمد صدیق صاحب بانی

حضرت میاں محمد صدیق صاحب بانی مرحوم کے سوانح زندگی تالیف کئے جانے ہیں۔ احباب "اذکروا موتاکم بالخیر" کے مطابق اپنی معلومات بہم پہنچائیں۔ مرحوم کے اقارب اور خاکسار اس امر کے لئے ایسے احباب کے ممنون ہوں گے۔

خاکسار: ملک صلاح الدین
مؤلف "اصحاب احمد" و "تابعین اصحاب احمد" قادیان

وصیت سے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

ایک آمدہ رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ دو سال قبل وصیتوں کے سلسلہ میں دورہ کے نتیجہ میں جو نئی وصایا ہوئی ہیں۔ (خصوصاً اڑیسہ کے علاقہ میں) ان موصیوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ جائیداد کی وصیت کے بعد ہر قسم کے چندے ساقط ہو جاتے ہیں اور صرف شرط اوّل اور اعلان وصیت ادا کر کے حصہ جائیداد ادا کر دینا کافی ہے۔

لہذا اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وصیت کرنے کے بعد کوئی چندہ ساقط نہیں ہو جاتا۔ البتہ چندہ عام کی بجائے جو آمد پر $\frac{1}{16}$ دیا جاتا ہے چندہ حصہ آمد وصیت کے مطابق ($\frac{1}{10}$ یا $\frac{1}{9}$ وغیرہ) لیا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ یہ چندہ کسی بھی صورت میں معاف نہیں ہو سکتا۔

جائیداد (مکان - زمین وغیرہ) جس کی وصیت کی گئی ہے۔ کی آمد پر بھی حصہ آمد وصیت کے مطابق ادا کیا جاتا ہے۔ نیز ماہوار آمد خواہ وہ معین بصورت تنخواہ ہو یا غیر معین پیشہ کی آمد پر بھی وصیت کے مطابق چندہ حصہ آمد ادا کرنا لازمی ہے۔

موصی احباب اس بات کو ذہن نشین کر لیں اور اس کے مطابق عمل کریں ٭

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے --!!

درخواست دعا

(۱) مکرم خضر محمود صاحب شیموگہ نے اپنا ذاتی کام صابن سازی کا شروع کیا ہے۔ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے کام میں برکت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ موصوف نے قبل ازیں شکرانہ اور درویش فنڈ میں کچھ رقم ادا کی تھی اب اعانت بدر میں دس روپے ادا کئے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(۲) - خاکسار کے دو بچوں عزیزم شمس الدین مبارک اور عزیزہ بیگم نے پی. یو. سی فائنل کا امتحان دیا ہے۔ نیز بشریٰ بیگم نے ساتویں کلاس بورڈ کا امتحان دیا ہے۔ احباب جماعت سے سب کی نمایاں کامیابی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار فیض احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ شیموگہ۔